والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نونہالان اسلام کی تعلیم و تربیت کا نایاب تحفہ

ماں کا مقام اور اسکی ذمے داریاں



مؤلفہ

شبستان انجم قادری

ناشر

جامعہ فاطمۃ الزہرا

دونار چوک در بھنگہ

فروغ اہلسنت کے لیے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیم ہو۔
- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔
- مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں۔
- طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
- حمایت مذہب و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔
- شہر بہ شہر آپ کے سفیر و نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعدا کے لیے اپنی فوجیں اور میگزین بھیجتے رہیں۔
- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں مہارت ہو لگائے جائیں۔
- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کی حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث پاک کا ارشاد ہے کہ آخر زمانے میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا۔

اور کیوں نہ ہو کہ صادق و مصدق کا کلام ہے۔

Published by:

Jamia Fatmatuz-Zahra

Donar Chowk, Darbhanga Bihar (India)

Design by: Rizwani Press 9040101101 رضوانی پریس نان پور

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نونہالان اسلام کی تعلیم وتربیت کا نایاب تحفہ

ماں کا مقام

اور اسکی ذمے داریاں

مؤلفہ
شبستاں انجم قادری

ناشر
جامعہ فاطمۃ الزہرا
دونار چوک دربھنگہ

نام کتاب: ماں کا مقام اور اسکی ذمے داریاں
مؤلفہ: شبستاں انجم قادری، ابراہیم پور، مئو
نظر ثانی: نعیم ملت حضرت مولانا نعیم الدین مصباحی
ومولانا غلام سرور مصباحی
پروف ریڈنگ: محترمہ فاضلہ عارفہ نزہت، ومحترمہ فاضلہ راحت فاطمہ
ترتیب وتزئین: رضوانی پریس ناناپور-9040101101
ناشر: جامعہ فاطمۃ الزہرا، دونار چوک دربھنگہ
سن اشاعت: بموقع خاتون جنت کانفرنس ۱۴۴۰ھ-2019ء
صفحات:
تقسیم کار: جناب نعمت اللہ، جناب نعیم اللہ جناب ریاض الدین

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ فاطمۃ الزہرا، دونار چوک دربھنگہ
(۲) حق اکیڈمی، مبارکپور اعظم گڑھ
(۳) جناب محمد سالم رضا، ابراہیم پور
(۴) رضوانی پریس، ناناپور

تہدیہ

قطب الاقطاب حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

عطائے خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

جلالۃ العلم قطب الارشاد

حضرت علامہ الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ

شرف انتساب

میں اپنی اس
مختصر کاوش کو
کو اپنے والد محترم

جناب غلام نبی صاحب

اور والدہ محترمہ

نفیسہ بانو

کی طرف منسوب کرتی ہوں
جن کی مشفقانہ تربیت
اور دعاؤں نے مجھے اس قابل بنایا۔
اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم
تمام بھائی بہنوں پر
تادیر قائم رکھے۔
آمین

شبستاں انجم قادری

حمد

وہی رب ہے س نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنا یا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتا یا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکمِ برایا تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافعِ بلایا تمہیں شافعِ خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَختُ فیہ کا دَم
ہے عجب نشانِ اعظم، مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سب ہی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نہ یک بنایا

کبھی خندہ زیرِلب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ تپک کے آتش کبھی ٹپک کے بارش
کبھی وہ ہجومِ نالش کوئی جانے ابر چھایا
بڑی کوششوں سے آیا

کبھی وہ چہک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا
گل قدس لہلہایا

کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگِ نَو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگِ قرباں وہ موا کہ زیست لایا
کہے روح ہاں جِلایا

کبھی کم کبھی عیاں ہے کبھی سرد کہ تپاں ہے
کبھی زیرِلب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا
رخ کام جاں دکھایا

یہ تصوراتِ باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتا چلا بہ مشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

تقریظ جلیل

حضرت علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی صاحب قبلہ
شیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی مئو، یوپی

نسل انسانی کی بقا اور افزائش کی فطری بنیاد ماں اور باپ ہیں اور وہ فطرت حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے لے کر قیامت تک جاری رہے گا اس لحاظ سے والدین کی عظمت بہت زیادہ بلند ہے، اللہ تعالی نے ماں باپ کی دعاء مغفرت کا قرآن حکیم میں حکم دیا ہے، ربنا اغفرلی و لوالدی وللمومنین، اے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو معاف کردے، قل تعالوا اتل ما حرم علیکم ربکم ان لا تشرکوا بہ شیئا و بالوادین احسانا ، فرمادیجئے اے پیغمبر آؤ میں تم کو پڑھ کر بتاؤ کہ تمہارے رب نے تم پر کیا حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، دعا کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے برابر استغفار کرتا رہے ان کے مغفرت اور بلندی درجات کا بارگاہ ایزدی میں برابر طلبگار رہے دعا کے ساتھ ساتھ اگر والدین کے ذمہ کوئی حق ، عہد، یا قرض وغیرہ باقی ہو تو اس کے ادا کرنے کی کوشش کرے، ان حقوق العباد کے علاوہ حقوق اللہ میں سے اگر کوئی حق ان پر باقی ہے تو اس کو بھی ادا کرے مثلاً حج یا روزہ وغیرہ ان کے ذمہ باقی ہے تو ان کو بھی ادا کرے، حدیث نبویہ میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑی وضاحت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں والدین ہی دوسرے قرابت داروں اور خاندان والوں سے افضل و برتر ہیں۔

والدین کا اپنی اولاد پر اتنا بڑا احسان ہے کہ وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان کے سامنے اف نہ کیا جائے اور ان سے عاجزی کے ساتھ پیش آیا جائے ان کی خدمت اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا جائے اور اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے و قضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندك الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما و قل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا ، اور تمہارے رب نے قطعی حکم دے دیا کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آوا گر ان میں ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہونچے تو ان کے آگے اف بھی نہ کرو اور نہ جھڑکو ، اگر ان سے کچھ کہنا ہو تو ادب کے ساتھ کہو اور محبت سے عاجزی کا پہلو ان کے سامنے جھکا دو اور ان کے حق میں دعا کرو اے پروردگار تو ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔

والدین کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے جس سے اولاد کو بچنا چاہئے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں عبد الرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو سب سے بڑا گناہ بتا دوں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا خدا کی ذات میں شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی ، آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا ہاں جھوٹی بات اور جھوٹی شہادت اور اس کو بار بار دہراتے رہے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ سکوت نہ فرمائیگے۔

(بخاری کتاب الادب)

والدین کے ساتھ حسن سلوک وہ سب سے بڑا امتیاز ہے جس میں ہمارا دین اسلام دوسرے ادیان و مذاہب سے بڑھا ہوا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ ان کی موت

کے بعد تک جاری رہتا ہے، والدین کی برگزیدہ شخصیتوں کا احترام واجب ہے ان کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا برتاو کرنے کا صراحۃ حکم دیا گیا ہے، ان دونوں ہستیوں میں اولاد پر ماں کا حق سب سے زیادہ ہے اس کی وجہ بھی قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے ۔ **حملته امه وهنا علی وهن و فصاله فی عامین ان اشکروا لی و لوالدیك الی المصیر** ،(لقمان پ ۱۴)

اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے پھر اس کو دودھ پلاتی ہے اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید ہے کہ) میرا بھی شکر کرتارہ اور اپنے ماں باپ کا بھی کی تم کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ۔

باپ کا رتبہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا لیکن
جتنی مائیں ہیں فرشتوں کی طرح ہوتی ہے

ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے فرمایا تمہاری ماں پوچھا پھر کون فرمایا تمہاری ماں پوچھا پھر کون فرمایا تمہاری ماں، پوچھا پھر کون فرمایا تمہارا باپ (بخاری کتاب الادب)

ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے معاویہ بن جاہمہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں موجود ہے انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا بس ان کے قدموں سے چمٹے رہو ان کے پاوں کے نیچے جنت ہے

(مسند ابن حنبل) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے اب اس سے توبہ کی کوئی سبیل ہے آپ نے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے؟ کہا نہیں، پوچھا خالہ زندہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں فرمایا تو ان کے ساتھ نیکی کرو (ترمذی کتاب البر والصلۃ)۔

ماں اولاد پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہوتی ہے اور اولاد کے ساتھ اسے جو محبت ہوتی ہے اس میں کوئی اس کا سہیم وشریک نہیں وہ فرشتہ خصلت ذات اپنے خون جگر سے اولاد کی پرورش اور پرداخت کیا کرتی ہے اپنے بچوں کے رنج کو دیکھ کر بے چین و بے قرار ہو جاتی ہے اور انہیں آرام پہونچانے کے لئے اپنی نیند حرام کر لیتی ہے تا آنکہ بچہ اس رنج ومصیبت سے آرام نہ پالے اسی طرح ماں خود کتنی ہی مصیبت اور غم کا شکار ہو جب اولاد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھتی ہے اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اللہ تعالی نے اولاد کے حق میں ماں کو موم جیسا نرم دل اور پہاڑ جیسی استقامت عطا فرمائی ہے اولاد ماں کے ساتھ اگر ناروا سلوک کرتا ہے گستاخی سے پیش آتا ہے ظلم کرتا ہے ماں سب کچھ برداشت کرتی ہے لیکن اس کی زبان پہ حرف شکایت اور بددعا کے الفاظ نہیں آتے ۔

لب پہ اس کے کبھی بد دعا نہیں ہوتی
بس ایک ماں ہے جو مجھ سے خفا نہیں ہوتی

انسان ماں کی کتنی ہی خدمت کرلے ماں کے حق سے عہدہ برآں نہیں ہوسکتا، ماں سے خفا ہونے کا اولاد کو کوئی حق نہیں، حدیث شریف میں ہے ایک صاحب نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی والدہ کے سوء خلق کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا وہ آج بری ہوگئی جب نو مہینے تمہیں پیٹ میں اٹھائے تھی تو بری نہ تھی، انہوں نے پھر اپنی بات دہرائی تو آپ ﷺ نے

ارشادفرمایااس وقت بری نہ تھی جب دوسال تک تمہیں دودھ پلاتی رہی،انہوں نے پھر وہی بات دہرائی تو حضور نے ارشادفرمایا کیاوہ اس وقت بری نہ تھی جب وہ تمہارے لئے اپنے راتوں کی نیندیں حرام کئے ہوئی تھی اور دن کو پیاسی رہتی تھی ،اس نے کہا کہ میں مانتا ہوں کہ اس نے بڑی مشقت اٹھائی ہے مگر میں بدلہ بھی تو دے چکا ہوں ،آپ نے دریافت فرمایا کیابدلہ دیاانہوں نے عرض کی میں نے اسے اپنے کندھوں پہ سوار کر کے حج کرایا ہے ، حضرت رسالت مآب ﷺ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایااب بھی تم نے ماں کا حق ادانہیں کیا ،ماں کے صدمہ ولادت کے ایک لمحہ کا حق بھی ۔

یہ حدیث میرے خیال میں ماں کے ممتا کے حق میں ان تمام وکالتوں پر بھاری ہے جو کی گئی ہے اور تاریخ انسانی کے مصلحین ومفکرین نے جس کی صراحت کی ہے ۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ اگراولاد اپنے والدین کو رحم ومحبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے تواسے ہرنظر پہ اس کوایک حج کا ثواب ملتا ہے،کسی صحابی نے عرض کی یارسول اللہ اگر سومرتبہ دیکھے تب بھی ،آپ نے فرمایاہاں تب بھی اللہ کی رحمت اوراس کا ثواب اس سے کہیں بڑھ کراور بشری اندازہ سے باہر ہے ۔

ماں کے آغوش میں بچہ پروان چڑھتا ہے اس کی گود اولاد کی سب سے پہلی درسگاہ ہوتی ہے اس کی شفقت و مروت اولاد کو پروان چڑھاتی ہے اس کی نیک دعائیں بچوں کو شاہ راہ حیات پر کامیابی کے ساتھ چلاتی اور کامرانی وکامیابی سے ہمکنار کرتی ہے اس لئے ایک شاعر نے کہا۔

مختصر ہوتے ہوئے بھی زندگی بڑھ جائے گی
ماں کی آنکھیں چوم لے روشنی بڑھ جائے گی

بلندیوں کا بڑے سے بڑا مقام چھوا
اٹھایا ماں نے گود میں تب آسمان چھوا

زیرنظر کتاب ماں کا مقام اوران کی ذمہ داریاں ،عزیزہ عالمہ شبستاں انجم شمسی کی ابتدائی کوشش کا نتیجہ ہے اس موضوع پر مطالعہ کی کثرت سے انہیں آمادہ کیا کہ حاصل مطالعہ کو قرطاس وقلم کے حوالے سے عوام تک پہونچایا جائے ،چوں کہ یہ پہلی کوشش ہے اس لئے تعبیر وتفہیم کے عدم توازن کا کہیں کہیں احساس ہوتا ہے جس سے کوئی نو آموز قلم کار محفوظ نہیں رہتا پھر بھی یہ کتاب قارئین کے لئے خوبصورت تحفہ ہے جس کے مطالعے سے ماں کی اہمیت وعظمت اور ماں کی ذمہ داریوں کے تعلق سے مفید معلومات حاصل ہوتی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالی عزیزہ کو اس کارخیر کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور مزید مفید کتابوں کی تالیف کی توفیق سے نوازے ۔آمین

ماں نے کبھی بچپن میں اڑھائی تھی یہ ہم کو
لپٹے ہوئے بوسیدہ اسی شال میں ہیں ہم
آنکھوں سے مانگنے لگے پانی وضو کا
کاغذ پہ جب بھی دیکھ لیا ماں لکھا ہوا

محمدعاصم غفرلہ
۵ / مارچ/۲۰۱۹ء

تقریظ نعیم

نبیرہ حافظ ملت شہزادہ عزیز ملت حضرت علامہ مولانا نعیم الدین صاحب مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

والدین ایک ایسی عظیم نعمت ہیں جن کی فضیلت و عظمت کسی پر مخفی نہیں ہے خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو جیسا کہ حدیث شریف میں کافر ماں کی بھی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے ماں کی فضیلت کے سلسلے میں اتنا ہی کافی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ اس کا دروازہ ہے، دور حاضر میں لوگ والدین کی قدر و منزلت سے واقف نہیں یا اس سے غفلت برتتے ہیں ان کی اطاعت و فرماں برداری سے منہ موڑ رہے ہیں نیز ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آرہے ہیں لیکن اس کے ذمہ دار صرف اولاد ہی نہیں بلکہ والدین کا بھی اس میں کچھ نہ کچھ دخل ہوتا ہے، والدین کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کی تربیت اسلامی اصول کے مطابق کرے، اور ان کی تربیت کے سلسلے میں جو بھی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہیں اس کو حتی المقدور اچھے ڈھنگ سے انجام دے، اس سلسلے میں والدین پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور معاشرے میں اس کی کیا اہمیت ہے، اولاد کیسے صالح اور نیک ہونگی انہیں تمام باتوں کو بیان کرنے اور وقت کے اہم تقاضوں

سے روشناش کرانے کے لئے محترمہ عالمہ فاضلہ شبستاں انجم قادری صاحبہ نے قلم اٹھایا اور وقت کے کافی حساس موضوع سے عوام و خواص کو روشناش کرانے کے لئے ایک کتاب بنام ماں کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں تحریر فرمائی ہیں، آپ کی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے قرآنی آیتوں سے پھر احادیث نبویہ اور صحابہ کرام و بزگان دین کے واقعات کی روشنی میں والدین کے مقام و مرتبہ کو ثابت کیا ان کی اہمیت اجاگر فرمائی نیز والدین پر اولاد کی تربیت کے سلسلے میں کیا کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہیں اور سماج و معاشرے میں اس کی اہمیت کیا ہے اس کو واضح انداز میں بیان فرمایا ہے، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی عبارتیں مغلق اور پیچیدگی کے عیب سے پاک ہے

اللہ تعالی اس قلمی کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول عوام و خواص بنائے اور مزید قلمی خدمات کی توفیق سے نوازے۔ آمین

محمد نعیم الدین مصباحی
جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یو، پی)

تقریظ جمیل

خطیب یورپ وایشیا حافظ احادیث کثیرہ حضرت علامہ محمد حسین صدیقی ابوالحقانی
بانی وسربراہ جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار چوک دربھنگہ

محترمہ شبستاں انجم قادری صدر معلمہ جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار چوک دربھنگہ اپنی تصنیف بنام ماں کا مقام اوراس کی ذمہ داری بغرض مطالعہ حقیر کے سامنے پیش کیا جابجا سے مطالعہ کیا، اس میں شک نہیں کی یہ اپنی نوعیت کی اس دور میں بے مثال کتاب ہے جو دلائل وبراہین سے مزین ہے اور بزرگوں کی ماں کے نصیحت آموز واقعات بھی ہے جو آج کل کے بچوں کے لئے سبق آموز ہے، عصر حاضر میں اس طرح کی کتابوں کی ضرورت ہے یہ کتاب گویا کوزہ میں سمندر سمایا گیا ہے، بہت سادہ وسلیس انداز میں حقوق والدین بیان کئے ہیں جسے عام انسان بھی پڑھ کر استفادہ کرسکتا ہے طرز نگارش شائستہ اور ذوق افزا ہے اللہ تعالی اپنے حبیب کے صدقے میں علم وعمل میں اور اضافہ فرمائے اور کتاب کو مقبول عام فرمائے۔

محمد حسین صدیقی ابوالحقانی
بانی وسربراہ جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار دربھنگہ

تقریظ عنیق

حضرت علامہ مولانا نذیر احمد منانی صاحب قبلہ
دارالعلوم اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد، مئو، یوپی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزہ عالمہ فاضلہ شبستاں انجم قادری صاحبہ ابراہیم پور مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی کی ایک ہونہار باصلاحیت، ذی شعور معلمہ ہے جو اس وقت بہار کے ایک معتبر ومشہور ادارہ جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار چوک دربھنگہ میں تدریسی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے، اب انہوں نے تدریسی خدمات کے ساتھ قلم بھی ہاتھوں میں لے لیا ہے ان کی پہلی کاوش میری نظر سے گزری جس کا موضوع مقام والدین ہے، موصوفہ نے موضوع کے مطابق عناوین پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے انداز بیان شگفتہ اور دل نشیں ہے امید ہے کہ عوام وخواص بالخصوص خواتین اسلام کے لئے بہت ہی نافع عزوجل تعالی ثابت ہوگی ۔
اللہ کرے زور قلم اور ہو زیادہ۔

فقط والسلام
حضرت مولانا نذیر احمد منانی
خادم طلبہ دارالعلوم اشرفیہ ضیاء العلوم
خیرآباد، مئو، یوپی

کلمات تحسین

حضرت علامہ مفتی تحسین رضامصباحی

ناظم اعلی: جامعہ فاطمۃ الزھر دونارچوک دربھنگہ بہار

والدین کے عنوان پہ کچھ بھی لکھنا اور امت مسلمہ کو والدین کی خدمت پہ ابھارنا، ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اوران کی اہمیت سے آگاہ کرانا یقیناً سعادت دارین کی ضامن اورحکم خداوندی کی فرماں برداری ہے کہ خود اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں مختلف مقامات پران کی خدمت اوران کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے احادیث کریمہ میں بھی والدین کی خدمت، ان کے ساتھ نیکی وصلہ رحمی کی بہت سی فضیلتیں وارد ہوئیں ہیں ۔

والدین بالخصوص ماں کا عنوان ایک ایسا عنوان ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس پر شروع دور سے اب تک لکھا جارہا ہے انہیں لکھنے والوں میں ایک نیا نام محترمہ عالمہ فاضلہ شبستاں انجم صاحبہ کا بھی ہے جو پچھلے کئی سالوں سے جامعہ فاطمۃ الزہرادونارچوک دربھنگہ کے صدارتی منصب پہ فائز ہیں اورحسن وخوبی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہیں یہ ان کی پہلی کاوش ہے اس لئے کہنہ مشق لکھاڑوں کی طرح فصاحت وسلاست نظر تو نہیں آتی لیکن والدین کے لئے ان کے مقدس جزبات کی جھلکی جابجا نظر آتی ہے کتاب کے بعض اوراق کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ ہورہی زیادتیوں کا واقعی انہیں قلق ہے اور تقریر وتحریر کے ذریعے محترمہ اصلاح حال کے لئے مکمل طور پر کوشاں ہیں، مولی کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے ۔آمین یارب العالمین

محمد تحسین رضامصباحی ناظم اعلی

جامعۃ فاطمۃ الزہرادونارچوک دربھنگہ

حرف آغاز

شبستاں انجم قادری

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

اللہ تبارک وتعالی کا بے پناہ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا اوراپنے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔

اسلام ہی واحد سچا مذہب ہے جسے اللہ کی جانب سے اس کے رسول محمد ﷺ نے لوگوں تک پہونچایا یہی وہ مذہب ہے جس میں زندگی گزارنے کے ہر پہلو کی رہنمائی کی گئی ہے اور ایسے رہنما اصول مرتب کئے گئے ہیں جو زندگی کے کسی بھی موڑ پر انسان کو علاحدہ نہیں چھوڑتا، عقائد واعمال، اخلاق ومعاملات تمام پہلو پر مکمل رہنمائی کی گئ ہے سوائے اسلام کے ایسا دوسرا کوئی مذھب نہیں جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے اصول مرتب کئے گئے ہو، یہ فقط اسلام کا خاصہ ہے اور ایسا ہو بھی کیوں ناجب کہ یہی سچا اور حق مذھب ہے۔

بات اس وقت کی ہے جب میں ’’جامعۃ البنات‘‘ شمس العلوم گھوسی میں زیر تعلیم تھی اسی وقت میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نا ہم بھی زندگی گزارنے کے سنہرے اصول جو ہمیں اسلام اور پیغمبر اسلام نے عطا کئے ہیں اس میں کسی پہلو کو کتابی صورت میں قوم اور بالخصوص دختران اسلام کی بارگاہ میں پیش کر دوں جو ہمارے لئے بخشش کا ذریعہ بن سکے،

زمانہ طالب علمی میں یہ سعادت نصیب تو نہ ہوسکی مگر اب جب کہ ہم فارغ ہو چکے ہیں اور جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار چوک دربھنگہ میں بحیثیت معلمہ حاضر ہیں، اللہ نے توفیق بخشی اور ہم ماں کی اہمیت اور اس کے فرائض کے تعلق سے اسلام کا متعین کردہ اصول جو قرآن واحادیث و اقوال علما کی روشنی میں ہے ان میں سے چند کو ترتیب دینے کا کام کیا ہے مجھے امید ہے کہ ہماری بہنیں جو کتاب کا مطالعہ کرینگی تو یقیناانہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوگا اور جو اصول وضوابط اسلام نے متعین کئے ہیں اس کے مطابق ہماری بہنیں عمل کرنے کی کوشش کریگی اللہ ہم سب کو توفیق بخشے۔

میں بے پناہ شکر گزار ہوں نبیرہ حافظ ملت شہزادہ عزیز ملت حضرت نعیم ملت حضرت علامہ نعیم الدین صاحب قبلہ مصباحی کا جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود میرے والد گرامی جناب غلام نبی صاحب کے عریضہ پر اپنا قیمتی وقت نکال کر پوری کتاب کا مطالعہ فرمایا اور جگہ جگہ اصلاح فرمائی اور بہت کچھ اپنی طرف سے اضافہ فرمایا اور کتاب کو با حیثیت بنایا ،ہم حضرت کے اس بے بہا فضل واحسان پر ان کے بیحد شکر گزار ہیں۔

وہیں استاذنا المکرم حضرت علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی صاحب قبلہ، حضرت علامہ نذیر احمد منانی صاحب ،حضرت علامہ محمد حسین صدیقی صاحب حضرت علامہ تحسین رضا مصباحی صاحب ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے کتاب کے مطالعہ کے بعد مسرت کا اظہار فرمایا اور دعائیہ کلمات سے نوازا، اللہ تعالی ان بزرگوں کو تادیر سلامت رکھیں۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے والدین کریمین کو فراموش کردوں جنہوں نے ہمیں اس قابل بنانے میں بے پناہ مصیبتوں کا سامنا کیا اور ہمیں تمام طرح کے پریشانیوں سے چھٹکارا دیا، اللہ تعالی ہمارے والدین کو عمر خضر سے نوازے۔

اخیر میں ہم اپنے تمام احباب واساتذہ وتلامیذہ بالخصوص حضرت مولانا غلام سرور مصباحی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے از ابتدا تا انتہا ہر مقام پہ رہنمائی فرمائی اور محترمہ عارفہ نزہت صاحبہ، محترمہ راحت فاطمہ صاحبہ، محترمہ رابعہ خانم صاحبہ کے احسان مند ہوں جنہوں نے ہر ہر قدم پر میرا ساتھ دیا اور ہر طرح سے میری مدد فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں عرض گزار ہیں کہ مولا تعالی ہماری اس ادنی سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اسے ہماری نجات کا ذریعہ بنائے ساتھ ہی ساتھ تمام قارئین سے مودبانہ التماس ہے کہ ہم نے کتاب کی ترتیب میں حتی المقدور کوشش کی ہے مگر پھر بھی کہیں کوئی خامی نظر آئے تو مطلع کریں

شبستاں انجم قادری

اللہ تعالی نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے وہ اس قدر ہیں کہ انسان انہیں شمار نہیں کرسکتا خود خدائے تعالی کا ارشاد ہے وَ اِن تَعُدُّو ا نِعمَۃَ اللّٰہِ لَا تحصُوا ھا ،اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ایسا نہیں کرسکتے ،ان تمام نعمتوں میں ظاہری طور پہ سب سے بڑی نعمت جو انسان کو عطا کی گئی ہے وہ والدین کی نعمت ہے کیونکہ والدین ہی ان کے وجود کا ظاہری سبب ہیں اگر وہ نہ ہوں تو ان کا وجود بھی نہ ہوتو جب والدین ہی انسان کے وجود کا سبب ہے تو دنیا و آخرت کی جتنی نعمتیں اسے بخشی گئی ہیں اور جو بھی فضل وکمال انہیں عطا کیا گیا ہے یہ سب انہیں والدین کا صدقہ اور ان ہی کا مرہون منت ہے کیونکہ اگر والدین ہی نہ ہوتے تو انسان کا وجود بھی نہ ہوتا لہذا والدین اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا ہر طرح سے خیال رکھنا لازم اور ضروری ہے اور والدین کا اولاد کے ساتھ ایسا مضبوط اور مستحکم رشتہ ہے، محبت کی ایسی زنجیروں میں جکڑا ہوا جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا ،اللہ تعالی نے والدین کے دلوں کو اولاد کے لئے محبت و الفت کا ایسا خزانہ بنایا ہے جو کبھی خالی نہیں ہوسکتا، اولاد فرماں بردار ہو یا نافرماں بردار والدین کی محبت اور ان کی دعائیں ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام میں والدین کی بڑی اہمیت اور نہایت بلند درجات ہیں ، بہت سی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں اس کو بڑے خوبصورت انداز میں واضح کیا گیا ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں تقریبا پندرہ مقامات پہ والدین کی عظمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم اپنی توحید اور عبادت کے ساتھ دیا ہے اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حقوق العباد میں سب سے زیادہ والدین کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو ایمان کا جز قرار دیا ہے پھر ماں اور باپ میں بھی ماں کو ایک خاص مقام حاصل ہے وجہ یہ ہے کہ اولاد کے تعلق سے ماں کی ذمہ داریا ں بھی بہت زیادہ اور نہایت اہم ہیں، ماں اس دنیا کے سب سے سچے اچھے اور خوبصورت رشتے کا نام ہے، ماں وہ ہستی ہے جس کا کوئی بدل نہیں، ماں اپنی اولاد کے لئے ایک ایسا چھاؤں ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا، ان کی عظمت کو بیان کرنا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے، ماں تو فقط تین حرفوں کا مجموعہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کائنات کا تمام سکھ اور چین انہیں تین حرفوں میں پوشیدہ ہے۔

ہر ذی شعور پر یہ بالکل واضح ہے کہ کسی بھی معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں ماں کا کیا مقام اور کیا حیثیت ہے دنیا میں آنے والے ہر انسان کے لئے ماں کی گود ہی پہلی تعلیم گاہ ہے جہاں وہ سبق حاصل کرتا ہے اور پھر اسی کی روشنی میں اپنی پوری زندگی گزارتا ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کی تربیت کا معاشرہ کے تعمیر و تشکیل پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے، جہاں اسلام نے ماں کو ایک خاص مقام اور بڑی اہمیت دیا حتی کہ جنت کو سمیٹ کر ماں کے قدموں میں ڈال دیا اور ان کے چہرے کی زیارت کو حج کے ثواب کے برابر قرار دیا ہے وہیں اولاد کی تربیت اور ان کی اصلاح و تربیت کا مشکل ترین کام ان کے ذمہ دیا ہے، لہذا ماں کی ذمہ داری ہے اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کرے انہیں اسلامی رنگ و روپ میں ڈھالے اور ان کو اس طرح آراستہ کرے کہ ان کی ہر ادا میں اسلام کا نور نظر آئے، اس لئے کہ صحیح تعلیم و تربیت میں ہی شخصیت کی تعمیر کا راز پنہاں ہے، اور یہ کام ایک ماں ہی بحسن و خوبی انجام دے سکتی ہے، اس لحاظ سے ماں کا تعلیم یافتہ، دین شناش اور صالح فطرت ہونا از حد ضروری

ہے یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے ایک عورت کا تعلیم و تربیت یافتہ ہونا ایک خاندان کا تعلیم و تربیت یافتہ ہونا ہے، اور ایسی مائیں ایک ایسا سرمایا ہوتی ہیں جو اپنے گھروں میں ایسا انقلاب برپا کرتی ہیں جو نسلوں تک ان کی کامیابی کا ضامن ہوتا ہے مگر آج جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آج کی مائیں نہ صرف یہ کہ اپنی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کرتی نظر آتی ہیں بلکہ وہ ماں جیسے عظیم منصب کو فراموش کرتی نظر آتی ہیں اور ماں خود اپنی اولاد کے بگاڑ کا سبب بنتی ہیں لہذا دورحاضر کی ماوں کو اپنے موجودہ رویوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

اسی وجہ سے میں نے اس کتاب کو دو حصوں میں بانٹا ہے پہلے حصہ میں ماں کے فضائل ومناقب اور دوسرے جز میں ماں کی ذمہ داریاں لکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اَمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَ قُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ (پ۱۵،بنی اسرائیل آیت ۲۳)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو انہیں ہوں نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اورعرض کر اے میرے رب تم ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ

اِحۡسَانًا (پ۱،بقرہ)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جو ان کے لئے باعث تکلیف ہو اور اپنے بدن اور مال سے ان کی خوب خدمت کرے، ان سے محبت کرے، ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے ان سے گفتگو کرنے اور دیگر کاموں میں انکا ادب کرے ان کی خدمت کے لئے اپنا مال انہیں خوش دلی سے پیش کرے جب انہیں ضرورت ہوں ان کے پاس حاضر رہے، ان کی وفات کے بعد ان کے لئے ایصال ثواب کرے، ان کی جائز وصیتوں کو پورا کریں، ان کے اچھے تعلقات کو قائم رکھے، والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو نرمی کے ساتھ اصلاح وتقوی اور صحیح عقائد کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے [تفسیر خازن]

اَمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا

اگر والدین پر کمزوری کا غلبہ ہو جائے ان کے اعضا میں طاقت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ اپنی آخری عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں تو ان سے اف تک نہ کہنا یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ بوجھ ہے اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خوبصورت نرم بات کہنا حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا واخفض لھما :اور ان کے لئے جھک کر رکھ

اس آیت میں مزید حکم دیا گیا کہ والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی کے ساتھ پیش آؤ اور ہر حال میں ان کے ساتھ محبت وشفقت کا برتاو کرو کیونکہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت میں تجھے محبت سے پالا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کرو۔

وقل: آخری میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ان کے لئے دعا کرو، گویا یہ فرمایا گیا کہ دنیا میں بہتر سے بہترین سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کرلیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں کرسکتا اس لئے اولاد کو چاہئے کہ بارگاہ الہی میں ان پر فضل ورحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یارب میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کرکہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔

والدین کے لئے دعا کو اپنے روزانہ کے معمولات میں داخل کرلینا چاہئے اور ان کی صحت وتندرستی، ایمان وعافیت کی سلامتی کی دعا کرنی چاہئے اور اگر وہ فوت ہوگئے ہوں تو ان کے لئے قبر میں راحت، قیامت کی پریشانیوں سے نجات، بے حساب بخشش اور جنت میں داخلے کی دعا کرنی چاہئے، حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز پنجگانہ ادا کی اس نے اللہ تعالی کا شکر بجالایا اور جس نے نماز پنجگانہ کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں تو اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔

ان آیات واحادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ذی شعور انسان پہ واضح ہوجائے گا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی جیسی عظیم تعلیم اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دیا ویسی پوری دنیا میں پائے جانے والے دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتی۔

پھر اللہ تعالی نے ماں کے حق کو الگ سے بیان فرمایا وجہ یہ ہے کہ باپ کے

مقابلے میں ماں کی قربانیاں بھی بہت زیادہ ہیں مثلاً حمل، وضع حمل اس درمیان ان کے کمزوری میں لگاتار اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس نے کمزوری برداشت کرکے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا، جتنا حمل بڑھتا جاتا اور بوجھ زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری، تھکن اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں حمل خود کمزور کرنے والا ہے درد ذہ کمزوری پہ کمزوری ہے اور وضع حمل اس پر مزید شدت ہے اور دودھ پلانا مزید مشقت کا ذریعہ ہے، اس درمیان ماں موت جیسی تکلیف کو برداشت کرتی ہے بسا اوقات تکلیف کی شدت سے اس کا انتقال بھی ہوجاتا ہے، پھر اس کے پرورش کا زمانہ آتا ہے اور اولاد کی خاطر رات دن ماں پریشان رہتی ہے، اولاد بستر یا کپڑا خراب کردے تو ماں بلاتکلف اسے صاف کرتی ہے اگر بچہ بیمار ہوجائے تو ماں ہے جو راتوں رات جگ کر اس کے سرہانے گزارتی ہے، ماں ان تمام پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتی ہے مگر اپنے بچے کو تکلیف نہ ہونے دیتی ہے بچے کی ہر طرح سے حفاظت کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مستقل دو آیتوں میں ماں کے مقام اور حمل کے دوران اس کے غیر عادی زحمات کی طرف اشارہ کیا اور حمل کے زمانہ کو بہت سخت زمانہ قرار دیا، ان کے عظمت کے اعتراف اور انکے احسانات کے عمدہ بدلہ دینے پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اولاد کو ماں کے حقوق ادا کرنے کے لئے خاص حکم نافذ فرمایا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَوَصَّينَا الاِنسَانَ بِوَالِدَيهِ حَمَلَتهُ اُمُّهُ وَهنًا عَلَى وَهنٍ فِصَالُهُ فِي عَامَينِ اَنِ اشكُر لِي وَ لِوَالِدَيكَ اِلَيَّ المَصِير (پ۲۱ سورہ لقمان آیت ۱۴)

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے پیٹ

میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ میرا شکریہ ادا کرے اور اپنے والدین کا کہ میری ہی طرف تجھے آنا ہے۔

وَوَصَّینَا الاِنسَانَ بِوَالِدَیه اِحسَاناً حَمَلَته اُمُّه کرھاً وَ وَضَعَته کرھاً وَ حَمَلُه وَفِصَالُه ثلاثُونَ شَھراً (پ ۲۱ سورہ لقمان)

ترجمہ: ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے بیان کیا اور ان کی سختیوں اور تکلیفوں کو شمار فرمایا جو اسے حمل وولادت اور دو برس سے زائد تک اپنا خون جگر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا، یہاں ماں کے تین درجے بیان کئے گئے ایک یہ کہ اس نے کمزوری پر کمزوری برداشت کی، دوسرا یہ کہ اس نے بچے کو پیٹ میں رکھا، تیسرا یہ کہ اس نے دودھ پلایا اس سے معلوم ہوا کہ ماں کو باپ پر تین درجہ فضیلت ہے، اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ماں کی باپ سے تین درجے زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے

عَنۡ اَبِی هُرَیرَةَ قَالَ جَاءَ رَجلٌ اِلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَن اَحَقُّ بِحُسنِ صَحَابَتِی قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ ثُمَّ اَبُوكَ (بخاری شریف کتاب الادب ج ۲ ص ۹۳)۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے سرکار دو عالم ﷺ کی

خدمت میں آ کر عرض کی میری اچھی خدمت کا سب سے زیادی مستحق کون ہے ارشاد فرمایا ماں اس نے عرض کی پھر کون ارشاد فرمایا تمہاری ماں اس نے دوبارہ عرض کی پھر کون ارشاد فرمایا تمہاری ماں عرض کی پھر کون ارشاد فرمایا تمہارا باپ

عَن اَبِی هُرَیرَةَ قَالَ قَالُوا یَا رَسولَ اللهِ مَن اَبَرُّ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ اَبَاكَ قَالَ ثُمَّ مَن قَالَ اَلاَدنٰی فَالاَدنٰی (مسلم شریف ۲)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ حسن سلوک اور نیکی کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے فرمایا تمہاری ماں، عرض کیا پھر کون، فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون، فرمایا تمہارا باپ، عرض کیا پھر کون فرمایا جو قریبی رشتہ دار

عَنۡ عَائِشَةَ سَاَلتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَعظَمُ حَقاً عَلَی المَراۃِ قَالَ زَوجُهَا قُلتُ فَاَیُّ النَّاسِ اَعظَمُ حَقاً عَلَی الرّجلِ قَالَ اُمُّه (المستدرک کتان البر والصلتہ) محبوبہ محبوب رب العالمین زوجہ رسول ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا عورت پر کس کا حق زیادہ ہے فرمایا اس کے خاوند کا پھر میں نے عرض کیا مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے فرمایا اس کی والدہ کا۔

امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں اس زیادت کے یہ معنی ہے کہ خدمت دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپیہ ہے اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے اور ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں تو پہلے ماں کے پاو

دبائے پھر باپ کے (فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۵۹)

عَن مِحضَر بنِ حَکِیم عَن اَبِیهِ عَن جَدِّهِ قَالَ قُلتُ یَارَسُولَ اللهِ مَن اَبَرُّ قَالَ اُمُّكَ قُلتُ ثُمَّ مَن قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قُلتُ ثُمَّ مَن قَالَ اَبُوكَ قُلتُ یَارَسُولَ اللهِ ثُمَّ مَن قَالَ ثُمَّ الاَقرَب (مشکوۃ شریف ص ۴۲)

حضرت محضر بن حکیم اپنی والدہ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کس کے ساتھ میں حسن سلوک کروں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کس کے ساتھ حسن سلوک کروں فرمایا پھر قرابت داروں کے ساتھ۔

عَن اَبِی رَمثَۃَ قَالَ اِنتَهَیتُ اِلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعتُه یَقُولُ بِرّ اُمُّكَ وَ اَبَاكَ وَ اُختُكَ وَ اَخَاكَ ثُمَّ اَدنَاكَ اَدنَاكَ (المستدرک ج ۵ ص ۲۰۹)

ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو میں نے کہتے ہوئے سنا اپنے ماں باپ بھائی بہن کے ساتھ حسن سلوک کر پھر ترتیب وار اپنے قرابت داروں کے ساتھ

عَنِ المِقدَام بنِ مَعدِیکَرب عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ اَنَّ اللهَ یُوصِیکُم بِاُمَّهَاتِکُم ثَلَاثاً اَنَّ اللهَ یُوصِیکُم بِاَبَائِکُم اَنّ اللهَ یُوصِیکُم بِالاَقرَب فَالاَقرَب (سنن ابن ماجہ ص ۲۶۰)

حضرت مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تمہیں ماوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے یہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا بے شک اللہ تعالی تمہارے باپوں کے بارے میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے بے شک اللہ تعالی

تمہیں تمہارے قرابت داروں کے بارے میں حکم دیتا ہے جو اس کے بعد قریب ہوں

عَن اِبنِ سَلامَۃ السَّلمِی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُوصِی اَمرأ بِاُمِّه اُوصِی اَمرأ بِاُمِّه اُوصِی اَمرأ بِاُمِّه ثَلاثاً اُوصِی اَمرأ بِاَبِیهِ اُوصِی اَمرأ بِمَولاهِ الَّذِی یُحرِیهِ وَاِن کَانَ عَلَیهِ اذیً یُوذِیه (سنن ابن ماجہ ص ۲۶

حضرت ابن سلامہ سلمی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مرد کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرے میں مرد کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کریں میں مرد کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کریں تین مرتبہ فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ مرد اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے میں حکم دیتا ہوں کہ مرد اپنے مولی کے ساتھ بھلائی کرے جس مولی نے اسے آزاد کیا ہے اگر چہ مولی کی جانب سے اسے تکلیف پہونچی ہو۔

ایک شخص نے سید عالم ﷺ کے بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسول میں اپنی والدہ کے نان ونفقہ کا انتظام کرتا ہوں وہ مجھے اپنی زبان سے تکلیف دیتی رہتی ہے تو میں کیا کروں سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ادِّ حقھا فو اللہ لو قطعت لحمک ما ادّیت ربع حقھا اما علمت انّ الجنّۃ تحت اقدام الامّھات، تم اپنی ماں کا حق ادا کرتے رہو خدا کی قسم اگر وہ تیرا گوشت بھی کاٹ لیں اور تم ہنسی خوشی اس کو برداشت کرلو تو تم اس کا چارآنہ بھی حق ادا نہ کیا کیا تجھے معلوم نہیں جنت ماوں کے قدموں تلے ہے وہ صحابی یہ سن کر بول اٹھے واللہ لا اقول لھا شیئا، خدا کی قسم اب تو میں اپنی ماں کو کچھ بھی نہ کہوں گا پھر وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم چوم کر عرض کیا یے امی جان اللہ کے حبیب ﷺ نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے (سچی حکایت حصہ چہارم ص ۲۰۹)

مذکورہ حدیث پاک سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ واقعی ماں کا حق اتنا عظیم ہے کہ انسان اس کے لئے ہمیشہ فرش راہ بنا رہے تو بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دریافت کرتے ہیں اے اللہ کے رسول ایک ایسا سنگلاخ راستہ جو گرمی کی سختی سے شعلے کی طرح جل رہا تھا، پتھروں سے آگ نکل رہی تھی اگر اس پر گوشت ڈالا جاتا تو وہ بھی کباب ہو جاتا میں ایسے اذیت ناک راستے پر مسلسل چھ میل تک کمزور ماں کو اپنے گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اپنے والدہ کے حق سے سبکدوش ہو گیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لعلہ ان یکون بطلقة واحدة تیری پیدائش کے وقت تیری ماں نے دردوں اور تکلیفوں کے جس قدر جھٹکے اٹھائی شاید یہ خدمت ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے (درۃ الناصحین ص ۲۲۹)

عَن مُعَاوِيَةَ بنِ جَاهِمةَ السَّلمِی قَالَ اَتَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنِّی کُنتُ اَرَدتُ الجِھَادَ مَعَکَ اَبتَغِی بِذٰلِکَ وَجهَ اللّٰہِ وَ الدَّارِ الآخِرَةِ قَالَ وَیحَکَ اَحَیَّةٌ اُمُّکَ قُلتُ نعم قَالَ اِرجَع فَبرِھَا ثُمَّ اَتَیتُه مِنَ الجَانِبِ الآخَرِ فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنِّی کُنتُ اَرَدتُ الجِھَادَ مَعَکَ اَبتَغِی بِذٰلِکَ وَجهَ اللّٰہِ وَ الدَّارِ الآخِرةِ قَالَ وَیحَکَ اَحَیَّةٌ اُمُّکَ قُلتُ نعم یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ فَارجِع اِلَیھَا فَبرِھَا ثُمَّ اَتَیتُه مِن اَمَامِه فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنِّی کُنتُ اَرَدتُ الجِھَادَ مَعَکَ اَبتَغِی بِذٰلِکَ وَجهَ اللّٰہِ وَ الدَّارِ الآخرةِ قَالَ وَیحَکَ اَحَیَّةٌ اُمُّکَ قُلتُ نعم یا رسول اللّٰہِ قَالَ وَیحَکَ اَلزِم رِجلَیھَا فَثَمَّ الجَنَّةُ (سنن ابن ماجہ باب الرجل یغزو لہ)

حضرت معاویہ بن جاہمہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ذریعہ سے رب کی خوشنودی اور دار آخرت کی خواہش کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تیری والدہ باحیات ہے میں نے کہا ہاں سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اپنے والدہ کے ساتھ نیکی کرو پھر میں دوسری جانب سے آیا عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ذریعے سے اللہ کی رضا اور آخرت کی خواہش رکھتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تمہاری والدہ باحیات ہے میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ سرکار مدینہ ﷺ نے حکم دیا جاو اور ان کے ساتھ نیکی کرو پھر میں آپ ﷺ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا اور آخرت کی خواہش رکھتا ہوں فرمایا ہلاکت ہو کیا تمہاری والدہ باحیات ہیں میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا ہلاکت ہو اپنی والدہ کے قدموں کو لازم پکڑو جنت وہیں ہے۔

صحابی رسول حضور کی بارگاہ میں آ کر جنت حاصل کرنے کے اسباب پوچھ رہے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالی ہمیں جنت عطا فرما دے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابی ماں کی خدمت کر اللہ تعالی تمہیں جنت عطا فرما دیگا حضور ﷺ نے جنت کو سمیٹ کر ماں کے قدموں میں لا کھڑا کر دیا اور فرما دیا جنت حاصل کرنے کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں جنت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ عَن ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا مِن وَلَدٍ بَارٍ یَنظُرُ اِلَی وَالِدَیه نَظرَةً رَحمَةً اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَه بِکُلِّ نَظرَةٍ حَجَّةً مَبرُورَةً قَالُوا اَوَ اِن نَظَرَ کُلَّ یَومٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نعم اللّٰہُ اَکبَرُ وَ اَطیَبُ (مشکوۃ شریف ۴۲۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو اطاعت شعار و خدمت گزار کوئی بھی فرزند رحمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے ہر نگاہ کے بدلے میں حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر چہ وہ ہر روز سو بار دیکھے، آپ نے فرمایا ہاں اگر چہ روزانہ سو بار دیکھے اللہ تعالی بہت بڑا اور پاک ہے

عَن عَائِشَۃَ قَالَت قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ دَخَلتُ الجنّۃَ فَسَمِعتُ فِیہِ قِرَاءَۃً فَقُلتُ مَن ھٰذَا قَالُوا حَارِثَۃَ بنِ نُعمانَ کَذٰلِکُمُ البِرُّ کَذٰلِکُمُ البِرُّ وَ کَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّہٖ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۹)

قَالَ النَّبِی ﷺ مَن سرہُ اَن یُمَدَّ لَہٗ فِی عُمرِہٖ وَیُزَادفِی رِزقِہٖ فَلیَبَرِّ وَالِدَیہِ وَلیَصِل رَحمَہٗ (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۲۱۷)

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اس کے رزق میں وسعت ہو اسے چاہیے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

حضرت بایزید بسطامی بیان کرتے ہیں کہ سخت ترین سردی کی راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا جب پانی لایا تو والدہ ماجدہ سو چکی تھی میں نے ادبا جگانا پسند نہ کیا اور بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا جب بیدار ہوئی تو انہوں نے پانی مانگا میں نے پیالہ پیش کر دیا میری انگلی پر ایک قطرہ پانی گرا اور سردی کی شدت سے وہ جم گیا میں نے اتارنا چاہا تو گوشت اکھڑ پڑا اور خون جاری ہوا والدہ ماجدہ نے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے میں نے تمام ماجرہ بیان کر دیا آپ دعا فرمانے لگی الہی میں اس سے راضی ہوں تو بھی راضی رہ آپ جب اپنی والدہ کے شکم مبارک میں تھے تو انہوں نے کبھی مشتبہ کھانا نہیں کھایا، حضرت

بایزید مزید فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ سلایا میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دیا جو سن ہوگیا میں ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا تا کہ والدہ کے نیند و آرام میں خلل واقع نہ ہو اس دوران میں سورہ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس ہزار بار میں نے سورہ اخلاص پڑھا اور والدہ کے حق کی محافظت کئے اور اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہوگیا یعنی پھر میں اس ہاتھ کے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں پوچھا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گزاری اور ان کے سخت باتوں پر استقامت کی وجہ سے کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین اور رب العالمین کا فرماں بردار ہوگا اس کا مقام اعلی علیین میں ہوگا۔

حضور ﷺ ایک مرتبہ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک بوڑھی عورت لاٹھی ٹیک ٹیک کر آہستہ آہستہ آپ کی طرف بڑھ رہی تھی آپ نے اسے دیکھا تو تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس عورت کے پاس پہونچے اور اس کو سہارا دیا اور اس کو پکڑ لئے جب وہ عورت بیٹھنے لگی تو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی کالی کملی بچھا کر فرمایا اماں یہاں بیٹھو آپ ﷺ نے اس عورت سے پیاری پیاری باتیں کیں سب گھر والوں کا حال پوچھا جب اس نے جانے کا ارادہ کیا تو خود آقائے کائنات ﷺ نے ان کو سہارا دیکر اٹھایا اور ایک اونٹ پر سوار کرایا پھر چند صحابیوں سے فرمایا تھوڑا سامان دیکر انہیں چھوڑ آو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ اتنی نصیب والی عورت کون ہے جس کا اتنا احترام آپ نے فرمایا حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا ابو بکر یہ میری ماں حلیمہ سعدیہ تھی جس نے مجھے بچپن میں

دودھ پلایا۔

غور کرنے کی بات ہے حضور ﷺ جو سارے جہاں ان کے زیر قدم ہے ساری کائنات کے والی حبیب پروردگار ہیں وہ اپنے رضاعی ماں کی اتنی عزت کرتے تھے خود زمین پر بیٹھ گئے اور اپنی ماں کو اپنی کملی پر بیٹھایا اللہ اکبر اگر ان کی حقیقی ماں زندہ ہوتی تو ان کی تعظیم وتوقیر کا کیا عالم ہوتا۔

عَن عُمَرَ بنِ السَّائِب حَدَّثَهُ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ کانَ جَالِساً یَوماً فَاَقبَلَ اَبُوہُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَوَضَعَ لَہُ بَعضَ ثَوبِہٖ فَقَعَدَ عَلَیہِ ثُمَّ اَقبَلَت اُمُّہٗ فَوَضَعَ لَھَا شَقَّ ثَوبِہٖ مَن جَانِبِہِ الآخَر فَجَلَسَت عَلَیہِ ثُمَّ اَقبَلَ اَخُوہُ مِن الرَّضَاعَۃِ فَقَامَ لَہٗ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَاَجلَسَہٗ بَینَ یَدَیہِ (سنن ابی داود باب فی بر الوالدین ص ۸۵۶)

حضرت عمر بن سائب سے مروی ہے کہ انہیں خبر پہونچی کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والد آئے تو آپ نے ان کے لئے کپڑے کا ایک حصہ بچھادیا پھر رضاعی ماں آئیں تو آپ نے کپڑے کے دوسرے گوشے کو پھیلا دیا تو وہ اس پر بیٹھیں پھر رضاعی بھائی آئے تو آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بیٹھایا۔ غور کریں کہ آقائے کریم ﷺ اپنے رضاعی والدین وغیرہ کے لئے اتنی محبت پیش فرماتے تھے اگر آپ کی حقیقی ماں زندہ ہوتی تو ان سے محبت اور ان کے ادب واحترام کا کیا عالم ہوتا۔

عَن ابنِ عُمر اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِی ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنِّی اَصَبتُ ذَنباً عَظِیماً فَھَل لِی مِن تَوبَۃٍ قَالَ ھَل لَکَ مِن اُمٍّ قَالَ لَا قال وَ ھَل لَکَ مِن

خَالۃٍ قَالَ نعم قَالَ فَبِرہَا (مشکوۃ شریف ص ۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک سخت گناہ سرزد ہو گیا ہے تو کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے تو سرکار نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے اس نے کہا نہیں تو حضور نے فرمایا کیا تیری خالہ زندہ ہے تو اس نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا جا اس کے ساتھ بھلائی کر اللہ تعالی تیرا گناہ معاف کر دے گا۔

عن اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قالت قدمت علی امی و ھی مشرکۃ فی عھد قریش فقلت یارسول اللہ ان امی قدمت علی و ھی راغبۃ افاصلھا قال نعم صلیھا (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۸،۴۱۹)

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ان کی والدہ آئی جو عہد قریش میں مشرکہ تھی وہ عرض کرتی ہیں یارسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ چاہتی ہیں تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں صلہ رحمی کرو۔

قَالَ سَمِعتُ اَنَسَ بنِ مَالِک ذَکَرَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ الکَبَائِرَ اَو سُئِلَ عَنِ الکَبَائِرِ فَقَالَ اَلشِّرکُ بِاللّٰہِ وَ قَتلِ النَّفسِ وَ حقُوقِ الوَالِدَین (بخاری شریف ص ۸۸۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں ذکر فرمایا یا حضور ﷺ سے کبیرہ گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا،

اورجھوٹی بات کہنا۔

عَنِ المُغِیرۃَ عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیکُم عُقوقَ الاُمّھَاتِ وَ مَنعا وھاتٍ وَ وَادِ البناتِ وَ کَرِہَ لکُم قِیلٍ وَّ قالٍ وَ کَثرَۃِ السَّوالِ وَ اِضاعَۃِ المالِ (بخاری ص ۸۸۴)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی نے حرام کردیا ماوں کی نافرمانی کرنا، بچیوں کو زندہ دفن کرنا، بے جا بحث کرنا اور کثرت سوال کو۔

اَلَا اُنَبِّئُکُم بِاَکبرِ الکَبَائِرِ اَلَا اُنَبِّئُکُم بِاَکبرِ الکَبَائِرِ اَلَا اُنَبِّئُکُم بِاَکبرِ الکَبَائِرِ میں تمہیں نہ بتاوں کہ سب کبیرہ گناہوں میں سخت ترین گناہ کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب گناہوں میں بدتر کون ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدید ترین کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ارشاد ہو، فرمایا الاشراق باللہ وعقوق الوالدین اللہ تعالی کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی۔

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَلعُونٌ مَن عَقَّ وَالِدَیہِ مَلعُونٌ مَن عَقَّ وَالِدَیہِ مَلعُونٌ مَن عَقَّ وَالِدَیہِ ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے (المعجم الاوسط)

ایک دوسری جگہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں کُلُّ الذُّنُوبِ یُؤَخِرُ اللّٰہُ مِنھَا مَا شَاءَ اِلَی یَومِ القِیامَۃِ اِلَّا عُقُوقَ الوَالِدَینِ فَاِنَّ اللّٰہَ یُعَجِّلُہُ لِصَاحِبِہِ فِی الحَیاۃِ قَبلَ المَمَاتِ، سب گناہوں کی سزا اللہ چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے (المستدرک کتاب البر والصلۃ)

اور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وَ اِیَّاکُم وَ عُقُوقَ الوَالِدَینِ فَاِنَّ رِیحَ الجَنَّۃِ تُوجَدُ مِن مَسِیرَۃِ اَلفِ عامٍ وَاللّٰہِ لَا یَجِدُھا عَاق، والدین کی نافرمانی سے بچو جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے اللہ کی قسم والدین کا نافرمان اسے محسوس بھی نہ کرسکے گا (الترغیب والترہیب ص ۲۲۵)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور بعد سلام عرض کیا اے اللہ کے رسول حضرت عبد اللہ بن سلام بستر مرگ پر آپ کا آخری دیدار کرنا چاہتے ہیں وہ اب دنیا سے کوچ کر رہے ہیں سرکار یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے اور ہم سے فرمایا تم لوگ بھی کھڑے ہو جاو اور چلو اپنے بھائی عبد اللہ کی زیارت کرلیں یہ سب حضرات سرکار کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور سرکار نے حضرت عبد اللہ کے سرہانے جا کر فرمایا پڑھو اَشھَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہ۔ ان کے کان میں تین مرتبہ یہی کلمہ شہادت پڑھا مگر وہ نہ پڑھ سکے حضرت بلال سے فرمایا تم ان کی بیوی سے جا کر پوچھو دنیا میں ان کے اعمال کیسے تھے اور ان کا مشغلہ کیا تھا حضرت بلال ان کی اہلیہ کے پاس گئے اور ان کے اعمال و اشغال کے بارے میں پوچھا تو ان کی بیوی نے بتایا رسول ﷺ کے رب کی قسم جب سے میں ان کے نکاح میں آئی میں نے کبھی نہ دیکھا کہ سرکار ﷺ کے پیچھے ان کی کوئی بھی نماز فوت ہوئی اور کوئی ایسا دن نہ دیکھا کہ آپ نے صدقہ وخیرات نہ کیا ہو ہاں مگر یہ بات ہے کہ ان کی ماں ان سے ناراض ہیں جب حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کی والدہ کو بلایا حضرت بلال ان کی والدہ کے پاس جا کر حضور کا پیغام دیا مگر ان کی والدہ نہ آئی پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عمر کو بھیجا یہ حضرات گئے اور تھوڑی دیر ان سے بات چیت کے بعد ان کو

حضور کے پاس حاضر لائیں اس نے حضرت عبد اللہ کو دیکھ کر کہا اے بیٹے میں دنیا و آخرت میں کہیں بھی اپنا حق معاف نہ کروں گی حضور ﷺ نے فرمایا اے ضعیفہ اللہ عزوجل سے خوف رکھو اور اپنے بیٹے کو معاف کر دو تو ضعیفہ نے کہا اے اللہ کے رسول میں اسے کیسے معاف کر دوں اس نے اپنی بیوی کے لئے مجھے ستایا ہے مجھے تکلیف دی ہے میری نافرمانی کی ہے مجھے اپنی بیوی کے لئے گھر سے علاحدہ کیا ہے، تو سرکار نے فرمایا اگر تم معاف کر دو تو تیرا حق میرے ذمہ ہے یہ اس ضعیفہ کے لئے بڑی سعادت کی بات تھی اس لئے وہ عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ آپ اور آپ کے صحابہ گواہ رہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کر دیا اب سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ سے فرمایا پڑھو اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ، انہوں نے فورا بلند آواز سے یہ کلمہ شہادت پڑھ دیا اور اس کے ساتھ ہی ان کی روح پرواز کر گیئں جب ہم لوگ ان کی نماز اور دفن سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے مسلمانوں گواہ ہو جاو کہ جو شخص اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریگا اسے دنیا سے کوچ کرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب نہ ہوگا، (درۃ الناصحین ص ۲۳۱)

اللہ اکبر صاحب ایمان کو جھنجھوڑنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایمان پہ خاتمہ نہ ہوگا یہ اتنی بڑی سزا ہے کہ واللہ العظیم آخرت میں اس سے بڑی سزا کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور ایک بات ذہن نشیں رکھیں کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہوگا یہ کوئی اور نہیں کہ رہا ہے یہ دنیا کے کسی ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر، یا سائنس داں کا قول نہیں ہے یہ ساری کائنات کے مالک و مختار کا قول ہے جن کا قول کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا وَ کانَ جُریج رَجلاً عَابِداً فَاتخذَ صَومِعةً فکانَ فِیھَا فَاَتَته اُمُّہ وَ ھُوَ یُصَلِّی فَقَالَت یَا جُریج فَقَالَ یا رَبِّ اُمِّی وَ صَلاتی فَاَقبَلَ

عَلیَ صَلَاتِہ فَانصرَفتُ فَلَمَّا کانَ مِنَ الغَد اَتَتہُ وَ ھُو یُصَلِّی فَقَالَتْ یَا جُریج فَقَالَ یَا رَبِّ اُمِّی وَ صَلاتِی فَاَقبَلَ عَلَی صَلَاتِہ فَانصَرَفَت فَلَمَّا کانَ مِنَ الغَدِ اَتَتہُ وَھُو یُصَلِی فَقَالَت یا جُریج قَالَ اَی رب اُمی و صَلاتِی فَاَقبَلَ اِلَی صَلاتِہ فَقَالَت اللّٰھُمَ لَا تمتہُ حَتی یَنظُرَ اِلَی وُجوہِ المومِساۃِ قالَ لَا اعیدُ واھَا مِن طِینٍ کَمَا کَانَتً فَفَعَلُوا

ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت جریج کا یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ عبادت گزار شخص تھے اپنے عبادت خانہ میں ہی ذکر الٰہی و عبادت خداوندی میں منہمک رہا کرتے تھے ایک روز جب کہ وہ مصروف نماز تھے ان کی والدہ انہیں بلانے آئیں اور جریج کہ کر آواز دیا یہ دل میں سوچنے لگے اے خدا میری ماں ہے اور میری نماز میں کیا کروں ماں کا کہنا مانوں یا نماز پڑھوں کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے آخر سوچ بیچار کر ایک فیصلہ کیا پھر نماز میں مشغول ہو گئے اور ماں انتظار کر کے چلی گئی وہ دوسرے روز پھر انہیں بلانے آئی اور آواز دیا اے جریج مگر آج بھی یہ وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگ گئے اور ماں کی بات نہ سنی ماں کو بیٹے کے اس برتاو سے بڑا رنج پہونچا اس نے خدائے سمیع کی بارگاہ میں یہ بد دعا کر دی اللھم لا تمتہ حتی ینظر الی المومسات، اے اللہ جریج جب تک کسی فاحشہ کا منہ نہ دیکھ لے اسے وفات نہ دینا بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا اسی زمانے میں ایک فاحشہ عورت کے حسن و جمال میں یکتا ہونے کی وجہ سے اس کے حسن کی کہاوت کہی جاتی تھی وہ بولی اگر تم بولو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں۔

وہ جریج کے سامنے اپنے ناپاک ارادے سے آئی جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو اسی عبادت خانے کے قریب کہیں رہتا تھا اس بے حیا

نے اسے اپنے اوپر قابو دیا تو وہ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوا یہ حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ بچہ جریج کا ہے اب لوگوں نے غصے میں آ کر جریج کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور انہیں مارنے لگے جریج نے پوچھا تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا تم زنا کار ہو فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے جریج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے لوگ اسے لے کر آئے تو جریج نے ان سے مہلت لے کر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آئے ، فطعن فی بطنه و قال یا غلام من ابو ک قال فلان الراعی ، اس کے پیٹ میں انگلی سے مارا اور کہا اے بچے تم کس کے نطفے سے ہو اس نے اسی چرواہے کا نام بتا دیا لوگ جریج کی کرامت اور پاکبازی دیکھ کر بے حد نادم ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور اس کے بزرگی سے فیض و برکت حاصل کرنے لگے انہوں نے کہا ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائے گے جریج نے کہا نہیں اسے پہلے ہی کی طرح مٹی کا بنا دو تو ان لوگوں نے ویسا ہی بنا دیا۔ حضرت جریج نفل نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہو سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف پہونچائی اور اس کے نتیجہ میں انہیں ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کے جیسے تارک الدنیا کے لئے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا (مسلم شریف باب تقدیم برالوالدین)

عطار بن یسار کا بیان ہے کہ ایک قوم نے سفر کیا ایک وادی میں ٹھہرے تو انہوں نے رات بھر گدھے کی آواز سنی جس آواز نے انہیں بیدار رکھا وہ اس کی تلاش کرنے نکلے جبھی وہ ایک جھونپڑی کے پاس پہونچے جس میں ایک بڑھیا تھی انہوں نے اس سے ماجرا بتایا کہ ہم نے رات بھر گدھے کی آواز سنی ہے آس پاس میں نے کوئی گدھا نہیں دیکھا تو بڑھیا نے ان لوگوں سے کہا وہ میرا بیٹا ہے جو مجھے کہا کرتا تھا اے گدھی ادھر آ اے گدھی ادھر

جا، ایک دن میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ تو اسے گدھا بنا دے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر رات میں صبح تک گدھے کی آواز نکالتا رہتا ہے تو ان لوگوں نے کہا میرے ساتھ چلئے تا کہ ہم اسے دیکھے وہ ان کے ساتھ گئی ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ اپنے قبر میں تھا اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح تھی (قلیوبی ص ۴۱)

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اجلہ ائمہ، تبع تابعین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک محلہ میں گیا اس کے کنارے ایک قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کا تھا اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح کی پھر قبر بند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو دیکھتے ہو میں نے کہا اس کا کیا معاملہ ہے کہا کہ اس قبر والے کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب شام کو آتا ماں نصیحت کرتی اے بیٹے خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک چیز کو پیئے گا یہ جواب دیتا کہ تو گدھے کی طرح چلاتی ہے یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر شق ہوتی ہے اور یونہی تین آوازیں گدھے کی کر کے پھر بند ہو جاتی ہے ۔

ایک بار اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی اللھم ارنی جلیسی فی الجنة اے مالک ومولی تو دنیا میں ہی میرے رفیق جنت کی زیارت کرادے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم فلاں شہر کے فلاں بازار میں چلے جاو وہاں ایک قصاب ہے جس کا چہرہ مہرہ اس طرح کا ہے وہی تیرا رفیق جنت ہے حضرت موسی علیہ السلام اس قصاب کی دکان میں گئے اور وہیں شام تک رہیں دن ڈوبنے کے بعد قصاب گوشت کا ایک ٹکڑا تھیلے میں لے کر چلا تو اس کی دعوت پر حضرت موسی علیہ السلام بھی

اس کے گھر تشریف لے گئے، اس نے عمدہ قسم کا گوشت پکایا پھر گھر کے اندر سے ایک تھیلا نکالا اس میں ایک کمزور بڑھیا تھی وہ اتنی نحیف اور دبلی تھی جیسے کبوتر کا چوزہ ہو اس کو تھیلے سے نکال کر چمچہ سے کھانا کھلایا وہ شکم سیر ہوگئی تو اس نے بڑھیا کے کپڑے دھوئے اسے سکھا کر پہنایا پھر تھیلے میں رکھ دیا اب بڑھیا نے اپنے ہونٹ ہلایا اَللّٰھُمَ اِجعَل اِبنِی جَلِیساً لِمُوسی فِی الجَنَّةِ ، اے اللہ میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسی کا ہم نشیں بنادے پھر اس شخص نے بڑھیا کے تھیلے کو ایک کھمبے میں لٹکا دیا حضرت موسی نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا ہے اس نے عرض کیا یہ میری ماں ہے جو انتہائی لاغر و کمزور ہو چکی ہیں انہیں بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں فقالَ موسٰی علیہ السلام لَکَ البَشارۃُ اَنَا مُوسی وَ اَنتَ جَلِیسِی فِی الجَنَّةِ ، حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا تجھے خوش خبری ہو میں موسی ہوں اور تو میرا رفیق جنت ہے بنی اسرائیل میں ایک نیک اور صالح مرد تھا اس کا ایک کم سن بچہ تھا اور اس کے پاس ایک بچھیا تھی جب اس کا وقت قریب ہوا تو اس نے دعا کی اللھم اِنِّی اَستَودعُکَ ھٰذہ العِجلۃِ لِابنِی حَتٰی یکبرَ ، اے اللہ بے شک میں اپنے بیٹے کے لئے اس بچھیا کو تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ میرا بیٹا جوان ہو جائے وہ شخص وفات پا گیا اور کچھ دنوں کے بعد وہ جوان ہو گیا وہ اپنے ماں کا فرماں بردار تھا اس نے رات کو تین حصہ میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ میں نماز ادا کرتا ایک حصہ میں سوتا اور ایک حصہ میں اپنے ماں کے سر کے پاس بیٹھتا اور ان کی خدمت کرتا تھا صبح کو جنگل جاتا وہاں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور اسے فروخت کر کے ایک ثلث اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ایک ثلث اپنی والدہ کو دیتا اور ایک ثلث سے اپنے گھر کا خرچ چلاتا تھا ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا اے میرے بیٹے تیرے باپ نے تجھے ایک گائے کا وارث بنایا ہے جسے فلاں جنگل میں چھوڑ دیا تھا تو جاو اور پکارو ابراہیم واسمعیل

اور اسحق علیھم السلام کے پروردگار کو کہ وہ تیری طرف اس گائے کو لوٹا دے اور اس کی علامت یہ ہے اِذَا نَظَرتَ اِلَیھَا یُخَیَّلُ اِلَیکَ اَنَّ شَعَاعَ الشمسِ یخرَجُ مِن جِلدِھا وَ کانت تُسمٰی المذھِبة لحسنِھا وَ صَفرَ تھا ، جب تو اسے دیکھے گا تو تجھے محسوس ہوگا کہ سورج کی روشنی اس کی جلد سے نکل رہی ہے وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مذھبہ کہلاتی ہے نوجوان جنگل گیا تو اسے چرتے ہوئے پایا اور اسے بلایا اور کہا کہ میں تجھے حضرت ابراہیم اسمعیل اور اسحق علیھم السلام کے رب کی قسم دیتا ہوں تو گائے اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گی ہوگئی وہ اس کی سینگ کو پکڑ کر ہانکنے لگا تو گائے بحکم الہی گفتگو کرنے لگی اور کہتی ہے اَیُّھَا الفَتٰی البارِ بِاُمِّہ اِرکَبنِی فَاِنَّہٗ اَھونُ عَلَیکَ ، اے ماں کا فرماں بردار نوجوان تو اس پر سوار ہو جا کیوں کہ یہ تجھ پر آسان ہے تو نوجوان نے کہا اِنَّ اُمِی لَم تَامُرنِی بِذٰلکَ ، بے شک میری ماں نے مجھ کو اس کا حکم نہیں دیا ہے تو گائے کہتی ہے وَاللہِ لَو رَکَبتَنِی مَا کنتَ تَقدرُ عَلَّی اَبداً فانطَلَقَ فَاِنکَ لَو اَمرتَ الجبلَ اَن یَنقَلِعَ مِن اَصلِه لَانقَلَعَ لِبِرِکَ بِاُمِّکَ ، خدا کی قسم اگر تو مجھ پہ سوار ہوتا تو کبھی مجھ پر قدرت نہیں پاتا تو چل بے شک تو اگر پہاڑ کو حکم دیتا کہ وہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے تو ضرور اکھڑ جاتا تمہاری ماں کی فرماں برداری کی وجہ سے، نوجوان اسے لیکر اپنی ماں کے پاس آیا تو اس کی والدہ نے کہا کہ تو اسے بیچ دے نوجوان نے عرض کیا کہ کتنے مین بیچوں ماں نے کہا تین دینار میں اور میرے مشورے کے بغیر فروخت نہ کرنا نوجوان اسے لے کر بازار گیا اللہ رب العزت نے ایک فرشتہ بھیجا تاکہ وہ اپنا کمال قدرت کو ظاہر کرے اور نوجوان کا امتحان لیں کہ وہ اپنی ماں کے بات پر کس طرح قائم رہتا ہے فرشتہ نے اس سے پوچھا بکم ھٰذِہ البقرۃُ ، یہ گائے کتنی کی ہے نوجون نے کہا تین دینار کی ساتھ ہی میرے والدہ کی رضا شرط ہے فرشتہ نے کہا چھ دینار میں

بیچ دے لیکن اپنی والدہ سے اجازت طلب مت کرنوجوان نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے اس کے وزن کے برابر سونا دیگا تو بھی میں نہیں دوں گا مگر ماں کی رضا سے ہی نوجوان اپنی ماں کے پاس حاضر ہوا اورثمن کے بارے میں خبر دیا تو انہوں نے کہا جاو اسے چھ دینار میں فروخت کردو مگر مجھ سے مشورہ لے لیناوہ اسے لے کر بازارگیا فرشتہ حاضر ہوا اور کہا کیا تو نے اپنی والدہ سے مشورہ کیا ہے نوجوان نے جواب دیا ہاں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ چھ دینار سے کم مت کر اور میرے مشورہ کے بغیر فروخت مت کرنا فرشتہ نے کہا میں تجھے بارہ دینار دیتا ہوں مگر تو اپنی والدہ سے اجازت طلب مت کرتو نوجوان نے انکار کردیا اور اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوا اورثمن کے بارے میں خبر دیا تو اس کی والدہ بیان حال سے سمجھ گئیں کہ ماجرا کیا ہے تو ماں نے کہا اِنَّ الَّذِی یَاتِیکَ مَلَکٌ فِی صُورَۃِ آدَمِی لِیُجَرِبُکَ ، بے شک وہ جو تمہارے پاس آتا ہے وہ آدمی کی صورت میں فرشتہ ہے تاکہ وہ تمہارا امتحان لے جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے پوچھو کہ کس بات کا ہمیں حکم دیتا ہے اس گائے کو فروخت کروں یا نہیں ،نوجوان نے اپنے ماں کی فرماں برداری کی اور فرشتہ سے دریافت کیا تو فرشتہ بولا اذھب اِلَی اُمِّکَ فَقُل لَھَا اَمسِکِی ھٰذِہِ البقرۃَ فَاِنَّ مُوسٰی بن عُمر اَن یَّشتریھَا مِنکَ لِقَتِیلِ یُقتَلُ فِی بَنِی اِسرَائِیل ، جاو اپنی ماں سے کہو کہ وہ اس گائے کو روکے رکھے کیوں کہ حضرت موسیٰ بن عمران تجھ سے اسے خریدیں گے ایک ایسے مقتول کی وجہ سے جو بنی اسرائیل میں قتل ہوگا اسے فروخت نہ کرنا یہاں تک کہ وہ تمہیں اس کی جلد بھر سونا دے تو انہوں نے اس گائے کو روک رکھا اور اللہ رب العزۃ نے اس گائے کی مثل ذبح کرنے کو مقدر کردیا ،بنی اسرائیل لگاتار اس گائے کی تلاش میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو فرماں بردار نوجوان کے پاس پایا اور جلد بھر کر سونا دینے کے بدلے گائے

خریدلی (تفسیر خازن ص ۳۹،۴۰ ج ۱)

عَن اِبنِ عُمر عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ بَینَمَا ثلثه نفر یتماشون اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غار صخرۃ من الجبل فاطبقت علیھم فقال بعضھم لبعض انظروا اعمالا عملتموھا للہ صالحة فادعوا اللہ بھا العله یفرجھا فقال احدھم اللھم انه کان لی والدان شیخان کبیران ولی صبیة صغار کنت ارعی علیھم فاذا رحت علیھم فحلبت بدات بوالدی اسقیھما قبل ولدی وانه قد نآی بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتھما قد نام فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب فقمت عند روسھما اکرہ ان اوقظھما و اکرہ ان ابدا بالصبیة قبلھما والصبیة یتضاغون عند قدمیفلم یزل ذلک دابی و دابھم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فولت ذلک ابتغاء وجھک فافرج لنا فرجة نری منھا السماء ففرج اللہ لھم حتی یرون السماء (مشکوۃ شریف ۴۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگلے زمانے کے تین شخص کہیں سفر پہ جارہے تھے سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہونچے اور اس کے اندر داخل ہوگئے اوپر سے پہاڑ کی ایک چٹان گری جس نے غار کا منہ بند کردیا ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اپنے ایسے اعمال کو یاد کرو جو نیک نیتی سے خدا کے لئے کئے ہو اور ان کے ذریعے خدا سے دعا کرو شاید وہ اسے ہٹادے ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں بکریاں چراتا اور ان کا دودھ نکالتا اور بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا

ایک درخت نے ایک روز مجھے دیر کر دی اور میں شام کو لوٹا تو وہ دونوں سو چکے تھے میں نے حسب معمول دودھ دوہا میں دودھ لیکر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا انہیں جگانا پسند نہ کیا اور ان سے پہلے بچوں کو پلانا بھی مجھے پسند نہ آیا جب کہ بچے میرے قدموں میں چلاتے رہے میری اور ان کی صبح تک یہی حالت رہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تو ہمیں اتنا راستہ عطا فرما کہ ہم آسمان کو دیکھ لیں تو اللہ تعالی نے اتنا راستہ کھول دیا کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔

حضرت اویس قرنی کا مقام

ملک یمن کی ایک بستی قرن میں ایک عاشق رسول تھے جو اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت کے لئے ہر آن بے تاب رہا کرتے تھے ان کے دل میں بار بار یہ آرزو مچلتی کہ کاش کسی دن رحمت عالم ﷺ کا شرف صحبت حاصل ہو جائے انہوں نے کئی بار حاضری کا قصد بھی کیا مگر ماں کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے کبھی ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا، یہ اپنی والدہ کے بڑے فرماں بردار اور خدمت گزار تھے جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے ان کی ماں رونے لگتی اور غمزدہ ہو جاتی اس وجہ سے یہ ہر بار اپنا ارادہ بدل دیتے یہاں تک کہ سرکار دو جہاں سید انس وجاں ﷺ اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے اور ان کی بے قرار نگاہوں کو رخ زیبا کا ظاہری دیدار نہ ہو سکا کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس عاشق زار کے قلب نازک پر کتنا بڑا صدمہ پہونچا ہو گا جو وصال حبیب کی تمنا میں زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑی بے قراری میں گزار رہا ہو اور ایک پل کے لئے بھی اسے جمال حبیب کا جلوہ زیبا

نصیب نہ ہوا ہو پھر اسی عالم میں اس کے حبیب کی رحلت کی غمناک خبر پہونچا دی گئی ہو ہے کوئی ہے جو ماں باپ کی خدمت گزاری میں ایسی مبارک تمناؤں کو قربان کر دے سرکار کے شرف صحبت بلکہ محض خواب کے شرف زیارت سے مشرف ہونا اس کے امکان میں ہو اور پھر بھی شب و روز ماں باپ کی رضا جوئی میں لگا رہے یہ شان ہے سید التارکین افضل التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی جنہوں نے اپنی بے سہارا ماں کی خدمت و رضا جوئی میں یہ سب کچھ قربان کر دیا مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی بلکہ اس کے صلہ میں اللہ تعالی نے انہیں ایسے فضل خاص سے نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے کم ہے، رسول ﷺ سے یہ فرماتے سنا، ان خیر التابعین رجل یقال له اویس و له والدة و کان به بیاض فمروه فلیستغفر لکم ، تابعین میں سب سے افضل اور بزرگ وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اور اس کی ایک ماں ہے اس کے بدن پہ سفید داغ ہے اس سے گزارش کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں اڑ رہے تھے ایک دن گھیرے سمندر کے اوپر سے گزرے انہوں نے ہوا کی ہولناک موج دیکھا انہوں نے ہوا کو حکم دیا ٹھہرنے کا ہوا رک گئی پھر جنات کو حکم دیا پانی میں غوطہ لگا کر پتہ کرے، ایک ایک کر کے غوطہ لگانے لگے انہوں نے موتیوں کا ایک گنبد دیکھا جس کا کوئی دروازہ نہ تھا جنات نے انہیں خبر دی تو انہوں نے نکالنے کا حکم دیا انہوں نے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا انہیں حیرانی ہوئی تو انہوں نے رب سے دعا کی تو اس کے لئے دروازہ کھل گیا اس میں ایک نوجوان اللہ جل شانہ کے سامنے سجدہ ریز تھا سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو فرشتہ ہے یا جن اس نے جواب دیا نہیں بلکہ انسان ہوں پھر پوچھا کس وجہ سے

تو نے یہ مقام حاصل کیا ہے جواب ملا والدین کی فرماں برداری سے، میری ایک بوڑھی ماں تھی میں انہیں اپنے پیٹھ پر اٹھائے پھرتا تھا اور وہ میرے لئے دعا کرتی تھی اللھم ارزقه السعادة و اجعل مكانه بعد وفاتي لا في الارض و لا في السماء ، اے اللہ تو اسے سعادت مند بنا اور اس کا ٹھکانہ ایسی جگہ بنا جو نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں تو جب انتقال کر گئی میں سمندر کے ساحل میں گھوم رہا تھا میں نے ایک سفید موتی کا گنبد دیکھا جب میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لئے کھل گیا میں اس میں داخل ہو گیا بحکم قدرت الٰہی وہ بند ہو گیا میں نہیں جانتا تھا کہ میں زمین میں ہوں یا ہوا میں یا آسمان میں اللہ تعالی مجھے اس میں رزق دیتا ہے سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تیرے پاس رزق اس میں کیسے پہونچتا ہے جواب دیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو اللہ رب العزۃ درخت کو اگا دیتا ہے اور درخت سے پھل نکلتا ہے پتھر سے پانی کا چشمہ پھوٹتا ہے جو دودھ کی مانند ہوتا ہے وہ شہد سے زیادہ شیریں ہوتا ہے اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے میں کھاتا اور پیتا ہوں اس سے شکم سیر ہوتا ہوں اور اپنی پیاس اس سے بجھاتا ہوں ۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا رات اور دن کو کیسے پہچانتے ہو تو اس نے کہا جب فجر طلوع ہوتا ہے تو گنبد روشن ہو جاتا ہے اور جب شام ہوتی ہے تو گنبد تاریک ہو جاتا ہے اس طرح میں جان لیتا ہوں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تو گنبد بند ہو گیا جیسے کی شتر مرغ کا انڈا اور اپنی جگہ سمندر کی گہرائی میں چلا گیا اللہ ہر چیز پر قادر ہے (قلیوبی)

ماں کی ذمہ داریاں

رب کائنات جل جلالہ نے انسان کو اشرف المخلوقات جیسے عظیم منصب سے نوازا ہے اور اس پر بے شمار نعمتوں کا نزول فرمایا ہے وہ اس قدر ہیں کہ اگر انسان پوری زندگی ان نعمتوں کے شکریہ میں گزار دے پھر بھی وہ اس رب کائنات کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا، ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اولاد کی نعمت ہے، اس کی اہمیت ان سے پوچھئے جو اس نعمت سے محروم ہیں جس کے حصول کے لئے بے شمار دعائیں لا تعداد منتیں اور حتی المقدور علاج و معالجہ کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالی جسے چاہتا ہے اس نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔

اسلام میں صاحب اولاد یعنی ماں باپ کی کیا اہمیت ہے آپ نے گزشتہ سطروں میں ملاحظہ کیا سچ تو یہ ہے کہ والدین کی رضا رب کی رضا ہے اگر والدین راضی ہیں تو رب بھی راضی ہے اور اگر والدین ناراض تو رب بھی ناراض جیسا کہ حدیث پاک میں اس کی صراحت مذکور ہے سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں "رِضاءُ الرَّبِ فِی رِضاءِ الوَالِدِ وَ سَخطِ الربِ فِی سخطِ الوالدِ "یعنی اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

مگر کیا اللہ تعالی نے والدین کو یونہی یہ مقام اور یہ منصب عطا فرما دیا یا اس کی کوئی

وجہ ہے تو یاد رکھیں اللہ نے انہیں بلاسبب یہ منصب عطا نہیں فرمایا ہے بلکہ ان کے کاندھوں پر اولاد کی تربیت کا ایک عظیم ترین بوجھ ڈالا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد پروردگار ہے ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمنوا قُوا اَنفُسَکُم وَ اھلِیکُم نارًا“ (پ ۲۸ سورہ تحریم آیت ۶)

اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور حدیث پاک میں آتا ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

”قالَ النَّبِیُ ﷺ عَلِّمُوا اَولَادَکُم وَ اَھلِیکُم الخیرَ وَ اَدِّبُوا ھُم“ اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو بھلائی اور اچھائی سکھاؤ اور ایک حدیث پاک میں اس طرح آیا ہے ”ان رسول اللہ ﷺ قالَ ما نَحل والدٌ ولده مِن نَحلِ اَفضَلِ مِن اَدبٍ حسنٍ“ (سنن ترمذی ج ۳ ص ۵۰۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی والد اپنی اولاد کو اس سے اچھا عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسے اچھا اخلاق سکھا دے۔

اور ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے ”عن عبد اللہ بن عباس قال قالَ رسولَ اللہ ﷺ حَقُّ الوَلدِ عَلَی الوَالِدِ اَن یَحسِنَ اِسمَهٗ وَ یحَسنَ اَدبَهٗ“ (کنز العمال ج ۲ ص ۱۷۲۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ والد پر اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھیں اور اس کی اچھی تربیت کریں۔

مذکورہ آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب اللہ تعالی نے کسی کو اولاد جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے تو ضروری ہے کی اس کا مکمل خیال رکھیں، اس کی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کریں، اسے زیور اخلاق سے آراستہ کرے لہذا اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت

والدین کے ذمے فرضیت کی حیثیت رکھتی ہے جس طرح اولاد کو والدین کی فرمابرداری ان کی اطاعت گزاری اور ان کی خدمت گزاری کا حکم ہے یونہی والدین کو بھی ان کے ساتھ احسان کا حکم ہے اور احسان کا مطلب یہی ہے کہ ان کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے کیونکہ صحیح تعلیم و تربیت ہی والدین کے دلوں کا سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور خود اولاد اور والدین کے لئے بھی دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں سرخروئی کا باعث ہے اس کے بر خلاف اگر اس کی صحیح تعلیم و تربیت نہ کی جائے تو وہی اولاد والدین کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں رسوائی کا باعث ہوتی ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا بھی از حد ضروری ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ابتدا ہی سے کر دینی چاہئے اسے یونہی نہ چھوڑے کہ ابھی تو بچہ ہے بڑا ہو کر سب کچھ سیکھ جائیگا ایسا ہرگز نہ کرے کیونکہ ایسی صورت میں وہ راہ راست سے بھٹک جائیگا، اس کے اخلاق بگڑ جائیگے کیونکہ بچپن کی تعلیم و تربیت کا اثر آخری عمر تک ہوتا ہے اگر بچپن ہی میں تعلیم و تربیت بگڑ گئی تو وہ آئندہ بھی ایسا ہی رہیگا اور اس کا پورا وبال والدین کے سر ہی جائیگا اور دنیا کے ساتھ ساتھ وہ آخرت کے سوالات سے بھی نہیں بچ سکتے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ”اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ قیامت کے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھایا اور کس علم کی تعلیم دی۔

تعلیم ہر انسان کے لئے ایک لازم امر ہے اسی کے ذریعے انسان دیگر تمام چیزوں سے ممتاز ہے، معاشرے کی تعمیر و ترقی کا راز اسی تعلیم میں پنہاں ہے، آج کے ترقی یافتہ دور میں تو اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے، زمانے کے لحاظ سے مختلف علوم وفنون حاصل کرنا موجودہ دور کا لازمی تقاضہ ہے، بلاشبہ جدید علوم اور عصری علوم حاصل کرنا بیحد لازم امر

ہے مگر بس اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ عصری علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت سے مزین ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے،لہذا اولاد کے لئے اسلامی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا اور اسے اس سے مزین کرنا ایک لازمی امر دینی ہے یاد رکھے صرف تعلیم ہی انسان کے فلاح و بہبود اور معاشرے کی تعمیر وترقی کا ضامن نہیں ہے، آپ غور کریں آج جو ملک کے حالات ہیں جس طرح ہر طرف بے چینی اور بیقراری ہے ہر طرف لاشوں کے انبار ہیں ظلم و بربریت کا سیلاب امنڈ رہا ہے کیا یہ سب انجام دینے والے جاہل لوگ ہیں؟ ایک ہی بم سے ملک در ملک تباہ و برباد کرنے والے جاہل لوگ ہیں؟ انسانیت کو شرمسار کرنے والے واقعات جاہل لوگوں کی جانب سے انجام دئے جارہے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں سب کے سب تعلیم یافتہ لوگ ہیں فرق یہی ہے کہ انہوں نے صرف تعلیم حاصل کی ہے انہوں نے وہ تعلیم حاصل نہیں کی ہے جو انہیں انسانیت کا درس دے انہوں نے وہ تعلیم نہیں حاصل کی ہے جو انہیں تاریکیوں سے اجالے میں لائے ، پتہ چلا کہ صرف تعلیم ہی معاشرے کی کامیابی کا ضامن نہیں ہے بلکہ اگر تعلیم ہی کافی ہوتا تو یہ جو بے چینی ہے اس کا وجود نہ ہوتا، ہر طرف جو ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے کہیں اس کے لئے جگہ نہ ہوتی، شیطان جو کہ ملائکہ کا بھی استاد تھا وہ گمراہ نہ ہوتا مگر فقط تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے اسے ایسے غار عمیق میں ڈھکیلا ہے جہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، یہی وجہ ہے کہ قرآن کی جو پہلی آیت ہے جس میں تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں صرف تعلیم ہی پہ اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ اسلامی تعلیم کا حکم دیا گیا ہے جیسا کی ارشاد باری تعالی ہے’’اقرا باسم ربك الذی خلق ‘‘یعنی اپنے پرورگار کے نام سے پڑھ ۔کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ جہاں پروردگار کا نام ہوگا وہاں ظلم نہیں ہوگا وہاں بربریت نہیں ہوگی وہاں بے چینی اور بیقراری نہیں ہوگی وہاں معاشرے کو برباد

کرنے والے عناصر نہ ہونگے یہی وجہ ہے کہ پروردگار کے نام سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا’’طلب العلم فریضة علی کل مسلم ‘‘یعنی علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان پہ فرض ہے، ان تمام باتوں سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ صرف تعلیم ہی انسان کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اسلامی تعلیم وتربیت بیحد ضروری ہے بطور مسلمان ایک مسلمان کو علم دین حاصل کرنا تو ضروری ہے ہی بطور انسان بھی علم دین حاصل کرنا نہایت لازم ہے کیونکہ اسلام نے جس طرح سے زندگی گزارنے کے رہنما اصول مرتب کئے ہیں مثلاً حسن معاشرت، اخلاق و کردار، ماں باپ کے حقوق، زوجین کے حقوق، عزیز و اقارب کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق ،وغیرہ وغیرہ زندگی کے تمام پہلوں پر جس طرح سے روشنی ڈالی ہے اور جیسے اصول مرتب کئے ہیں ایسے اصول دیگر کسی مذاہب میں نہیں ملتے لہذا ایک بہتر انسان بننے کے لئے بھی اسلامی تعلیم وتربیت حاصل کرنا ایک لازم امر ہے لہذا والدین کو عصری علوم کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو اسلامی علوم سے متعارف کرانا نہایت ضروری ہے۔

ورنہ آج معاشرے کی جو حالت ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ والدین اپنی اولاد کو عصری علوم سے آراستہ کر دیتے ہیں اور پھر سکون کی سانس لینے لگتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہی اولاد ان کے ذلت و رسوائی اور ان کی زندگی کے لئے وبال جان اور آخرت میں رسوائی کا باعث بن جاتے ہیں۔

بچے ابتدائی چند سال اپنے ماں کے پاس گزارتے ہیں اس لئے ابتدا میں بچوں کی تعلیم وتربیت کی سب سے زیادہ ذمہ دار ماں ہی ہے ماں کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ ہے، کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ’’ مائیں قوموں کو بناتی اور بگاڑتی ہے‘‘ جو چیز وہ ماں کی گود میں دیکھتا اور سنتا ہے وہی اس کے ذہن و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں ماں کی گفتار اس کے

کردار اور اخلاق کا بچوں پہ گہرا اثر پڑتا ہے لہذا ماں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی روز اول ہی سے تربیت کریں ان کے ہر ہر عمل پہ نظر رکھیں ان کی تمام اداوں میں اسلامی رنگ چڑھائے ان کو صحابہ کرام اور سلف صالحین کی تعلیم و کردار کی روشنی میں تربیت کریں انہیں صحیح اور غلط میں تمیز کرنا سکھائیں، اگر اس طرح ان کی تربیت کی جائے تو وہی بچے کبھی صوفی کی صورت میں کبھی ولی، کبھی مجاہد اور غازی کی صورت میں نظر آئیں گے کیونکہ یہی وہ مائیں ہیں ۔اور انہیں کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ جب جب عالم اسلام کو معاشرتی ،تہذیبی ،اخلاقی ،اور مذہبی زوال نے گھیرا ہے یا پھر اغیار کی اسلام مخالف شازشیں کامیاب ہونے لگی ہے تو انہیں پاکیزہ سیرت ماؤں کے صالح فرزندوں نے عالم اسلام کی رہبری و رہنمائی کی ہے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی تمام قوتوں کو اپنے راستے بدلنے پر مجبور کر دیا ہے مگر اس کے لئے پہلے ماں کو پاکیزہ سیرت ،اسلامی تعلیمات ،تہذیب و تمدن سے آراستہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر ماوں میں ہی بگاڑ پیدا ہو جائے تو پوری نسل تباہ و برباد ہو جائیگی لہذا ماوں کو پہلے اپنے حالات پہ غور کرنا چاہئے اور خود کو اسلامی تہذیب و ثقافت کے لباس میں ملبوس کر لینا چاہئے تب ہی بہتر نتیجہ کی امید کی جاسکتی ہے ۔

بزرگوں کی مائیں واقعات کی روشنی میں

حضرت بایزید بسطامی کی والدہ ماجدہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک عظیم بزرگ ہیں ان کے بارے میں حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ بایزید کو اولیاء اللہ میں وہ مقام حاصل ہے جو جبرئیل امیں کو دوسرے فرشتوں کے اندر حاصل ہے ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے ماں نے انہیں مدرسے میں داخل کرایا اور استاذ صاحب سے کہا کہ اس کو جلدی جلدی گھر نہ آنے دینا ،ایسا نہ ہو کہ گھر آنے جانے کی وجہ سے اس کا دل مدرسے سے اچاٹ ہو جائے ،چنانچہ استاذ صاحب نے انہیں کئی دن مدرسے میں رکھا ،بچے نے ایک دن قاری صاحب سے کہا کہ میرا گھر جانے کا دل کر رہا ہے استاد نے بہت سارا سبق ذمے میں لگا دیا اور یاد کر لینے پہ اسے گھر جانے کی اجازت دے دی ،بایزید بسطامی اپنے گھر آئے اور دروازہ پہ دستک دی ،اس وقت ان کی والدہ وضو کر رہی تھیں وہ دستک سے پہچان گئیں کہ بیٹا دروازہ پر ہے مگر پھر سوچنے لگیں کہ اگر آج دروازہ کھول کر اسے گھر میں داخل ہونے دیا تو بچے کو گھر آنے کی عادت پڑ جائیگی اور مدرسہ نہیں جایا کریگا ،چنانچہ دروازہ کے قریب آ کر کھڑی ہوئیں اور پوچھا دروازہ کس نے کھٹکھٹایا ہے؟ جواب ملا بایزید ۔والدہ فرمانے لگیں میرا بھی ایک بایزید تھا جسے میں نے اللہ کے دین کے لئے وقف کر دیا ہے تو

کون بایزید ہے جو میرا دروازہ کھٹکھٹایا؟ بچہ سمجھدار تھا پہچان گیا کہ امی چاہتی ہیں کہ میں دین کا علم حاصل کروں لہٰذا واپس لوٹ کر مدرسے میں آگیا اور پھر مدرسہ سے اس وقت نکلا جب عالم فاضل بن چکا تھا، اتنے بڑے ولی کو ولی بنانے میں آپ کو ایک عورت کا کردار ماں کی حیثیت سے نظر آئیگا (سیر الاخیار محفل اولیاء ص ۶۷،۶۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا کردار

امام محمد غزالی اور امام احمد غزالی رحمہما اللہ دونوں بھائی تھے۔ انکی تربیت ان کی والدہ نے کی کیونکہ یہ دونوں لڑکپن میں یتیم ہوگئے تھے، والدہ کی تربیت سے یہ دونوں نیکوکار بنے۔ ان میں سے امام محمد غزالی علم قال میں بلند مرتبہ رکھتے تھے مگر ان کے دوسرے بھائی امام احمد غزالی علم حال میں بہت بڑھے ہوئے تھے، وہ ایک صاحب کشف انسان تھے۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھاتے مگر ان کے بھائی احمد غزالی اکیلے اپنی نماز پڑھ لیتے تھے اور امام کے پیچھے پڑھنے سے گھبراتے تھے۔ یہ بات لوگوں کی سمجھ سے بالاتر تھی، ایک دن امام غزالی نے اپنی والدہ سے کہا امی میں اس مسجد کا امام ہوں اور بڑا خطیب ہوں مگر لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب اس کا اپنا بھائی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تو پھر اس کی امامت کیسی ہے؟ ماں نے جب یہ سنا تو احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا بیٹے تم اپنے بھائی کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو، چنانچہ ماں کے حکم کی وجہ سے وہ امام محمد غزالی کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے، امام محمد غزالی نماز پڑھانا شروع کئے احمد غزالی نے پہلی رکعت تو ان کے پیچھے پڑھی مگر دوسری رکعت میں نماز توڑ کر واپس آگئے، اب امام محمد غزالی کی پوزیشن پہلے سے بھی خراب ہوگئی نماز پڑھنے کے بعد بڑے

رنجیدہ ہوئے، لوگوں کی عجیب وغریب باتیں انہیں سننا پڑیں۔ گھر میں آکر انہوں نے اپنی والدہ کو بتایا کہ بھائی نے آج تو میری ناک ہی کٹوادی، ماں نے احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا بیٹا تو نے میری بات کیوں نہ مانی؟ کہنے لگے امی آپ نے کہا تھا اس کے پیچھے نماز پڑھنا، میں آپ کے حکم کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگا جب تک یہ نماز پڑھا رہے تھے میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اور جب یہ نماز پڑھانے کے بجائے کچھ اور سوچنے لگے تو میں نماز توڑ کر واپس آگیا۔

ماں نے امام محمد غزالی سے پوچھا بیٹے تم نے کیا سوچا تھا؟ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسوں آگئے اور کہا امی میں معافی مانگتا ہوں مجھ سے واقعی بڑی غلطی ہوگئی، میں نماز پڑھانے سے پہلے عورتوں کے کچھ مسائل پڑھ رہا تھا اور ان مسائل میں غور وفکر کر رہا تھا، جب نماز کا وقت ہوا تو پہلی رکعت میں نے توجہ الی اللہ کے ساتھ پڑھائی مگر دوسری رکعت میں عورتوں کے وہی مسائل میرے ذہن میں آگئے اور میں تھوڑی دیر کے لئے انہیں مسائل کے بارے میں سوچنے لگا۔

اس وقت ماں نے کہا افسوس تم دونوں میں سے کوئی بھی بیٹا میرے کام کا نہ بنا، جب انہوں نے یہ بات سنی تو دونوں بھائی تڑپ اٹھے اور کہنے لگے امی ہم دونوں آپ کے کام کے کیسے نہ بنے؟ کہنے لگیں ایک تو نماز میں کھڑا عورتوں کے مسائل سوچ رہا تھا اور دوسرا س کے پیچھے کھڑا اس کے دل کو دیکھ رہا تھا دونوں میں کوئی بھی اللہ کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

یہ ماں کی تربیت تھی جس نے ان کو وقت کا امام غزالی بنا دیا اس طرح ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو ماں کی شکل میں عورت کا کردار نظر آئیگا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا کردار

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بچپن میں مدرسہ میں پڑھنے جاتے تھے،ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے کپڑوں میں پیسے سی دئے اور نصیحت کی کہ بیٹے تمہیں ہمیشہ سچ بولنا ہے، جب آپ تحصیل علم کے لئے گھر سے نکلے تو راستے میں قافلے کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ،ایک ڈاکو نے ان سے بھی پوچھا کہ کیا تمہارے پاس پیسے ہیں؟ بچے نے صاف بتادیا کہ ہاں میرے پاس پیسے ہیں،ڈاکو ان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا،سردار بڑا حیران ہوا کہ بچے کو نہ تو اپنی جان کی فکر ہے اور نہ ہی مال ضائع ہونے کا ڈر ہے،سردار نے پوچھا بچے تو نے سچ سچ کیوں بتادیا؟لوگ تو ایسے موقع پر اپنے مال کو چھپاتے ہیں،بچہ کہنے لگا میری امی نے کہا تھا کہ ہمیشہ سچ بولنا،ڈاکوؤں کے سردار پر اس بچے کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس نے سوچا کہ چھوٹا سا بچہ اپنی ماں کی بات کا اتنا لحاظ رکھتا ہے،ہم نے بھی کلمہ پڑھا ہوا ہے مگر ہم تو اللہ تعالی کے دین کا اتنا لحاظ نہیں کرتے،چنانچہ وہ سب ڈاکو توبہ کرکے نیکوکار ہوگئے یہ ان کی صداقت اور تربیت والدین ہی کا اثر تھا کہ آپ کو دنیا آج تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے(ضیاء العینین فی مدائح غوث الثقلین ص ۱۲۶،۱۲۷)

اسی طرح ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئیگا،

اس پاک باز ،عابدہ،زاہدہ،اور خدارسیدہ خاتون کا واقعہ بھی بہت ایمان افروز ہے ان کی شادی سید ابو صالح جنگی دوست سے ہوئی تھی جو ایک بہت متقی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے ،عنفوان شباب میں سید ابو صالح اکثر ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہا کرتے تھے ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کررہے تھے،کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر گئے تھے،

اچانک ایک سیب دریا مین بہتا ہوا دکھائی دیا،بسم اللہ پڑھ کر اسے پکڑ لیا اور کھا گئے پھر دل میں خیال آیا کہ معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے،میں نے بغیر اجازت کھا کر امانت میں خیانت کی ہے،یہ خیال آتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل دئے،کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ان کو لب دریا ایک وسیع باغ نظر آیا،اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے،سید ابو صالح نے لوگوں سے اس سیب کے درخت کے مالک کا پتہ پوچھا،تو معلوم ہوا کہ اس کے مالک جیلان کے ایک رئیس سید عبداللہ صومعی ہیں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا ماجرا بیان کیا اور بصد ادب بلا اجازت سیب کھانے کے لئے معافی چاہی۔سید عبداللہ دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ ایک صوفی نوجوان ہے،دل میں تڑپ اٹھی کہ اس کو سایۂ عاطفت میں لے لوں،تو آپ نے انہیں بطور جرمانہ حکم دیا کہ دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدہ نفس کرو پھر معاف کرنے کا سوچوں گا،سید ابو صالح نے شرط منظور کرلی اور دس سال تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے ساتھ ہی عبداللہ صومعی کی ہدایت کے مطابق مدارج سلوک بھی طے کرتے رہے،دس سال کے بعد عبداللہ صومعی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو،ابو صالح نے مزید دو سال اور گزارے بارہ سال کی مدت جب پوری ہوئی تو عبداللہ صومعی نے ابوصالح کو بلایا اور فرمایا کہ اب تک تو تو آزمائش کی کسوٹی پہ پورا اترا اب ایک اور خدمت باقی ہے،وہ یہ کہ میری ایک بیٹی ہے جو پاوں کی لنگڑی ،ہاتھوں سے لولھی،کانوں سے بہری،اور آنکھوں سے اندھی ہے اس بیچاری کو اپنے نکاح میں لے لو تو سیب بخش دوں گا،سید ابوصالح نے یہ شرط بھی منظور کرلی اور عبداللہ صومعی نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کردیا۔

نکاح کے بعد ابوصالح پہلی بار جب اپنی بیوی کے پاس گئے تو یہ دیکھ کہ حیران ہو گئے کہ اس کے تمام اعضاء درست ہیں اور وہ کمال درجے کی حسن ظاہری سے متصف ہے، دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے، اسی وقت باہر نکلے اور سید عبد اللہ صومعی کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا یہی میری لخت جگر اور تمہاری بیوی ہے، اس کے جو صفات میں نے بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے آج تک کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا اس لئے لولی ہے، آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اس لئے لنگڑی ہے، آج تک خلاف حق کوئی بات نہ سنی اس لئے بہری ہے ۔آج تک غیر محرم پہ نظر نہ ڈالی اس لئے اندھی ہے، اب ابوصالح سمجھ گئے کہ ان کی بیوی کن خصوصیات کی حامل ہیں، اس طرح ان پاک باز ہستیوں کا رفاقت کا آغاز ہوا اور اسی خاتون کے بطن سے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی پیدا ہوئے ۔(حیات غوث الوری ص ۸)

امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا کردار

امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد ابوعبد الرحمن فروخ کو جہاد کے لئے جانا پڑا، چلتے وقت انہوں نے اپنی اہلیہ کو تیس ہزار اشرفیاں دی اور کہا کہ انہیں احتیاط سے رکھو، اگر میں جہاد سے زندہ سلامت واپس آ گیا تو اس سے کاروبار کروں گا اگر میری غیر موجودگی میں تمہیں کوئی ضرورت پڑ جائے تو تم اس رقم سے جتنا چاہو خرچ کرسکتی ہو اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا یا لڑکی دے تو اس کی پرورش اچھے طریقے سے کرنا، یہ کہہ کر وہ جہاد کے لئے روانہ ہو گئے، ان کے جانے کے پانچ مہینوں کے بعد ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، ربیعہ جب سن شعور کو پہونچے تو والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا اعلی انتظام کیا،

حتی کہ تمام اشرفیاں ربیعہ کی تعلیم پر خرچ کر دی، ربیعہ انتہائی ذہین اور محنتی تھے، انھوں نے قرآن و حدیث، فقہ و ادب، اور تمام علوم پر ایسا کمال حاصل کرلیا کہ ان کے علمی کمالات کی سارے عرب میں دھوم مچ گئی، بائیس سال کی عمر میں وہ اپنے وقت کے امام بن گئے، ستائیس سال کے بعد جب فروخ کو جہاد سے فرصت ملی تو آپ نے گھر کا رخ کیا، گھر آکر نیزہ کی نوک سے دروازہ کھٹکھٹایا، امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ دروازہ کھول کر باہر نکلے، فروخ بے تکلفی سے اندر جانے لگے، تو امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ٹوکا، اے شخص تو میرے مکان میں بلا اجازت کیوں داخل ہو رہا ہے، فروخ برہم ہو کر بولے اے دشمن خدا یہ میرا اپنا گھر ہے تو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے، امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آگے بڑھے دونوں میں تلخی بڑھی، تو آوازیں بلند ہونے لگیں، شور وغل سن کر ہمسایہ بھی جمع ہونے لگے، اب فروخ اپنا تعارف کرواتے ہیں، میرا نام عبد الرحمن فروخ ہے اور میں ستائیس سال سے جہاد میں مشغول تھا، آج آیا ہوں تو کوئی مجھے پہچانتا نہیں ۔

فروخ کی آواز سن کر ان کی بیوی نے دروازہ کے پیچھے سے جھانکا تو شوہر کو پہچان گئی، امام ربیعہ اور فروخ دونوں کو اندر بلایا اور پھر امام ربیعہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں ساتھ ہی فروخ سے کہا کہ یہ نوجوان آپکا فرزند ہے، آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا ،اس تعارف کے بعد اب دونوں باپ بیٹا مل کر خوب روئے کھانا کھانے اور آرام کے بعد فروخ نے بیوی سے اپنی ان تیس ہزار اشرفیوں کا پوچھا، بیوی نے کہا آپ اطمنان رکھئے، ساری رقم محفوظ ہے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، امام ربیعہ آذان سنتے ہی مسجد نبوی چلے گئے، تھوڑی دیر بعد بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ بھی مسجد نبوی میں نماز پڑھ آئیں، مسجد نبوی میں فروخ نے دیکھا کہ ایک صاحب بڑی شان و وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، تمام لوگ بڑے

ادب سے سر جھکائے ہوئے انکا درس سن رہے ہیں، انہوں نے سر پر اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی ،اس لئے فروخ دور سے پہچان نہ سکے کہ یہ بزرگ کون ہیں، انہوں نے کسی سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں، اس نے حیران ہو کر کہا کہ آپ ان کو نہیں پہچانتے ،یہ امام ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن ہیں، فروخ کو یہ سن کر اتنی مسرت ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے، انھوں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا، جس نے اس کے بیٹے کا درجہ اس حد تک بلند کیا، گھر آکر اپنی بیوی کو بتایا کہ آج میں نے اپنے بیٹے کی جو شان و رعزت دیکھی ہے اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی تھی، بیوی نے کہا کہ آپ کو بیٹے کی یہ عظمت و شان پسند ہے یا اپنی تیس ہزار اشرفیاں، فروخ نے کہا کہ خدا کی قسم، تیس ہزار اشرفیاں اس مرتبے اور شان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، بیوی نے کہا تو پھر سن لیں کہ میں نے تمام رقم اس کی تعلیم پر خرچ کر دی (سیر الصحابہ رضی اللہ عنھم ج ۷ ص ۱۳۴،۱۳۵)

امام ربیعہ کا شمار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے، علم و فضل میں انکا مقام اتنا بلند تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دوسرے ائمہ وقت امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے لیکن ان کے اس بلند مقام کے پیچھے حقیقتاً ان کی والدہ کا کردار نظر آتا ہے۔

حالت حمل میں ماں کی ذمہ داریاں

بچوں کی تربیت اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے، ماں کے افعال و کردار، تقوی اور پرہیزگاری، عبادت و ریاضت، ذکر و اذکار کے آثار بچوں پر نمایاں ہوتے ہیں، ان کی شخصیت پہ ماں کے زمانہ حمل کے اثرات بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں، اگر ماں حالت حمل میں ذکر و اذکار، تلاوت کلام اللہ اور دیگر نیک کام کرتی ہے تو یقیناً اس کا مثبت اثر آنے والے نومولود پر پڑتا ہے اور ایسے ہی ماں کے برے افعال و کردار کا اثر بھی اس پر ایسے ہی ظاہر ہوتے ہیں، جیسا کہ اس طرح کے بیشمار واقعات علمی مشاہدہ میں ہیں۔

جیسا کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بہت ہی مشہور ہے کہ جب آپ کے بسم اللہ خوانی کا وقت آیا، تو آپ کے استاد نے بسم اللہ پڑھایا حضور غوث پاک نے بسم اللہ کے ساتھ ساتھ پورے پندرہ پارے سنا دئے، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آخر اس عمر میں اس بچے کو پندرہ پارہ یاد کیسے ہو گیا اور اس کا پتہ لگانا شروع کیا، تو ان کی والدہ نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ جب میں حاملہ تھی اور یہ بچہ میرے شکم میں تھا تو میرا حال یہ تھا کہ جب تک میں پندرہ پارہ پڑھ نہ لیتی تھی اس وقت تک کوئی کام نہ کرتی تھی، میرے شکم میں ہی اس نے سن سن کر یاد کر لیا ہے، (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۵)

اور ایک مرتبہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے ایام حمل میں ہمسایہ کی کوئی چیز بلا اجازت منہ میں رکھ لی تو حضرت سفیان ثوری ماں کے پیٹ میں ہی تڑپنا شروع کر دیئے جب تک ان کی والدہ نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی ان کے پیٹ کا اضطراب ختم نہ ہوا۔

اور ایک بار کا واقعہ ہے کہ ایک عورت اور اس کے خاوند نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم دونوں کبھی بھی شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے، ہمیشہ صوم وصلوۃ کے پابند رہیں گے، سنت رسول کی اتباع کریں گے تا کہ ہماری آنے والی نسلیں نیک سیرت اور دیندار ہو، چنانچہ میاں بیوی دونوں اپنی زندگی اپنی سوچ کے مطابق گزارنے لگے اور آنے والی نسلیں نیک اور پاکیزہ بھی ہوئیں مگر ان کا ایک بیٹا ماں باپ کا نافرمان اور ضدی نکلا، باپ سوچنے لگا کہ جب بیوی حاملہ تھی تو ضرور ہم سے کوئی خطا ہوئی ہے جس کا اثر اس پر ہے، ماں نے بھی غور وفکر کیا کہ آخر ہم سے کون سی خطا سرزد ہوئی جس کے نتیجے میں یہ صورت حال پیدا ہوئی غور وفکر کے بعد ان کی بیوی نے کہا اے میرے شوہر اس بچہ پر میرا اثر آیا ہے میری غلطی کی وجہ سے یہ بچہ ایسا ہوا ہے، شوہر نے کہا تم نے کیا کیا ہے تو اس نے بتایا کہ جب یہ پیٹ میں تھا تو میں نے ایک بار پڑوس کے گھر میں جو بیر کا درخت ہے اس کی شاخ ہمارے گھر کی طرف جھکی تھی جب میں نے اس بیر کو دیکھا تو مجھے پسند آگئی، میں نے وہ بیر اس پڑوس کی اجازت کے بغیر کھالیا جس کا اثر میری اولاد پہ آیا ہے۔

حاصل یہ کہ ماں کے حالت حمل کے تمام اچھے اور برے افعال کے اثرات اس کے شکم میں پرورش پانے والے بچے پر پڑتے ہیں، لہذا ماں کو چاہئے کہ حالت حمل میں ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے پرہیز کریں، کثرت سے نیک عمل کریں نماز کی پابندی

کریں، اور مکمل وقت ذکر واذکار میں گزارے۔

پیدائش کے بعد کان میں آذان دینا

والدین کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ بعد ولادت نومولود کے دائیں کان میں آذان دے یا دلوائے اور بائیں کان میں اقامت کہیں تا کہ بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے دبوچتا ہے جس کی وجہ سے وہ رونے لگتا ہے اور جب آذان دی جاتی ہے تو وہ وہاں تک بھاگتا ہے جہاں تک آذان کے کلمات سنائی دیتے ہیں اسی لئے والدین کو چاہیے کہ وہ نومولود کے کان میں آذان دینے کا اہتمام کرے، حدیث پاک میں ہے عَن ابی ھُریرۃ قالَ قالَ رسولَ اللہ ﷺ مَا مِن بَنِی آدمَ مَولودٌ اِلاَّ یَمَسُّہُ الشَیطانُ فَمَن یُولدُ فَیَستَھِلُّ صَارِخاً مِن مَسِّ الشَیطَانِ غَیرَ مَریَمَ وَ اِبنِھا (مشکوۃ شریف ص ۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی نومولود ایسا نہیں ہے جسے پیدائش کے وقت شیطان دبوچتا نہ ہو وہ بچہ شیطان کے چھونے سے ہی چیختا ہے سوائے مریم اور ان کے فرزند کے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ قَالَ قالَ رَسولُ اللہ ﷺ صِیاحُ المولُودِ حِین یَقَعُ نزغۃمِن الشیطانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پیدائش کے وقت بچے کی چیخ شیطان کے کچوکے سے ہوتی ہے (یعنی شیطان کے چھونے سے)

عارف باللہ محقق علی الاطلاق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام دونوں اس لئے محفوظ رہے کیوں کہ حضرت مریم کی ماں نے اپنی بیٹی اور ان کی اولاد کے لئے دعا کی تھی کہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھیں ان کی دعا کے کلمات یہ ہیں۔

اِنِّی اُعِیذُ بِھَا بِکَ وَ بِذُریتِھا مِن الشَیطانِ الرَّجِیم ، بے شک میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں آگے فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ بھی شیطان کے شر سے محفوظ ہیں کیوں کہ آپ تمام بشر سے افضل و اعلی ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ادنی محفوظ ہو اور اعلی محفوظ نہ ہو، صحیح یہ ہے کہ آپ اس حدیث سے مستثنی ہیں (اشعۃ اللمعات)

علامہ شامی نے ایک باب ہی باندھا ہے کہ نماز کے علاوہ جن جگہوں میں آذان مندوب ہے آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے علاوہ جس جگہ آذان دینا سنت ہے بچہ کے کان میں ،غمزدہ کے ، مرگی والے ، غصہ والے کے کان میں ، جن جانور یا آدمی کی عادت خراب ہو اس کے سامنے لشکروں کے جنگ کے وقت، آگ لگ جانے کے وقت نیز نومولود کے کان میں آذان دینا سنت رسول اللہ ﷺ سے ہے خود اللہ کے رسول ﷺ نے نومولود کے کان میں آذان دی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَن عبید اللہ بن اَبی رافع عَن اَبِیہ قالَ رَایتُ رسولَ اللہِ ﷺ اَذَّنَ فِی اُذنِ حسن بن علی حِینَ وَلَدَتہُ فاطمۃُ

بِالصَّلٰوۃِ (ترمذی شریف ج ا ص ۱۸۳)

عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ ان کے والد سے مروی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے امام حسین بن علی پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں نماز کے آذان کی طرح آذان دی اس حدیث سے نومولود کے کان میں آذان دینا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اس کے علاوہ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جس میں آذان کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر ہے اور آذان دینے کی حکمت بھی بیان کی گئی ہے۔

عن حسین بن علی رضی اللہ عنہما مَن وَلدَ لَہٗ ولدٌ فَاَذَّنَ فِی اُذنِہِ الیُمنٰی وَ اَقَامَ فِی اُذنِہِ الیُسری لَما تَضرُہٗ اُمُّ الصبیانِ (کنز العمال)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو وہ اس کے دائیں کان میں آذان کہے اور بائیں کان میں اقامت تاکہ اسے کو ام الصبیان (بیماری) ضرر نہ دے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج بعض علاقوں میں مسلمان بعد ولادت خوشی منانے میں اتنا مستغرق ہوتے ہیں کہ اس اہم ذمہ داری کو بھول جاتے ہیں اور آذان دینا بھول جاتے ہیں یا پھر یاد بھی آتا ہے تو کافی وقت امام وموذن کی تلاش وجستجو میں گزر جاتا ہے جبکہ یہ کام بعد ولادت فوراً ہونا چاہئے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس عمل سے بچوں کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسی سے تعلیم وتربیت کا آغاز بھی کردیا جاتا ہے اور انہیں سب سے پہلے توحید و رسالت کا درس دیا جاتا ہے تاکہ بچہ بڑا ہو کر اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے اور دنیوی اور اخروی کامیابی کے لئے شریعت

کاراستہ اپنائے اور اسی کے مطابق زندگی بسر کرے۔

اولاد کو پاک وصاف رکھنا

بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ان کی صحت وتندرستی کا خیال کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے ایک اچھی صحت کے لئے پاکیزہ غذا پاکیزہ جسم کے ساتھ پاکیزہ لباس کا ہونا بیحد ضروری ہے، گھر اور گھر کے ارد گرد کے ماحول کا پاک وصاف ہونا لازمی ہے یہی وجہ کہ پاکیزگی کو اسلام میں نصف ایمان قرار دیا اس حدیث پاک سے پاکیزگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں الطھور نصف الایمان،

عن عائشةَ رضی اللہ عنہا قالَت قالَ رسولُ اللہ ﷺ تَنَظَّفِ بِکُلِّ مَا اِستَطَعتُم فَاِنَّ اللہَ تعالی بَنَی الاِسلَامَ عَلَی النَّظَافَةِ وَلَن یَدخلَ الجنةَ اِلَّا کُلُّ نَظِیفٍ (کنز العمال ج ا ص ۹۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا حتی الوسع پاکی اور صفائی کا اہتمام کرو اس لئے کہ اللہ تعالی نے اسلام کی بنیاد نظافت اور پاکیزگی پر رکھی ہے اور جنت میں پاکیزہ لوگ ہی داخل ہونگے۔

کسی بھی مسلمان کے لئے ایمان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے اسی طرح پاکیزگی بھی تمام چیزوں سے اہم ہے اس حدیث پاک میں ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی پاکیزگی مراد ہے ظاہری پاکیزگی یہ ہے کہ وہ اپنے جسم، لباس، گھر اور گھر کے ارد گرد کے ماحول کو گندگی اور نجس چیزوں سے پاک وصاف رکھیں، اور باطنی پاکیزگی یہ ہے کہ اپنے آپ کو جرائم اور گناہوں سے بچائے اور اپنے اعتقاد کو باطل اعتقاد سے پاک رکھے، مسلمانوں کو چاہیے کہ خود بھی پاک وصاف رہے اور اپنے بچوں کو بھی پاک وصاف رکھیں تاکہ

دونوں کی صحت و تندرستی درست وسلامت رہے اور دونوں مختلف بیماریوں سے محفوظ رہیں بچوں اور بچیوں میں فرق نہ کرنا۔

والدین پر ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرے جن بچوں کے ساتھ عدل وانصاف نہیں کیا جاتا وہ بچے ذہنی تنازع کے شکار ہو جاتے ہیں اور ان کے اخلاق وکردار پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے عدل وانصاف نہ کرنے سے بچے والدین کی تقلید کر کے انہیں کی سیرت وکردار کو اپناتے ہیں اور جھوٹ وفساد کا دامن تھام لیتے ہیں اور پھر بسا اوقات ان کی وجہ سے والدین کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کریں جو جس لائق ہے اسی کے مطابق اس کا حق دیں چھوٹے بڑے کا لحاظ رکھیں، بیٹے اور بیٹیوں میں فرق نہ کریں لیکن ہاں بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دیں اور خاص طور پر جو بچے معذور ہوں انہیں نظر انداز نہ کریں، ذرا سوچیے ساری دنیا انہیں ٹھکراتی ہے اگر ماں باپ بھی انہیں نہ اپنائیں تو پھر انہیں کون اپنائیگا اور انہیں انکا حق کون دیگا۔

عن حاجب بن المفضل بن المھلب عن ابیہ قالَ سَمِعتُ عن نعمان بن بشیر یقولُ قالَ رسولُ اللہ ﷺ إعدلُوا بینَ اَبنائِکُم (ابوداود شریف ص ۵۰۰)

حضرت حاجب بن مفضل بن مھلب رضی اللہ عنھم سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

عن نعمان بن بشیر قالَ قالَ رسُولُ اللہ ﷺ اَنَّ اللہَ تعالی یُحِبُّ اَن تَعدِلُوا بینَ اَولَادِکُم حتی القبلُ (کنز العمال ج ۲ ص ۱۷۲۵)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔

عن نعمان بن بشیر قال قال رسولُ اللّٰہ ﷺ اِتَّقُوا اللّٰہَ وَ اِعدِلُوا بَین اَولَادِکُم کَمَا تحبُّونَ اَن یَبَرُّوکُم

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔

عن نعمان بن بشیر عن اباہ اَتَی بِہٖ اِلَی رَسولِ اللّٰہ ﷺ فقالَ اِنّی نَحلتُ ابنِی ھٰذَا غُلاماً فقالَ کُلُّ وَلَدِک نَحلتَ مِثلَہٗ قالَ لَا قالَ فارجِعہٗ (بخاری شریف ص ۸۹)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد انہیں لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا آپ نے اپنے تمام لڑکوں کو اسی کے مثل غلام ہبہ کیا ہے تو انہیں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس سے بھی واپس لے لے

دودھ پلانا

جب کسی کو اللہ تعالیٰ اولاد جیسی نعمت عطا فرماتا ہے تو ماں کا سب سے پہلا تحفہ جو بچے کے لئے ہوتا ہے وہ دودھ پلانا ہوتا ہے اور بچوں کو دودھ پلانا ایک ماں کا فطری تقاضہ بھی ہے تو ماں کو چاہئے کی بچوں کو اپنا دودھ ہی پلانے کی کوشش کرے کیونکہ ماں کا دودھ پینے والا بچہ

خود اعتماد ہوتا ہے ماں کے دودھ کے اندر تاثیر ہوتی ہے اور اس سے بچے ماں سے مانوس بھی ہوتے ہیں اور بچپن ہی میں ماں کو پہچاننے لگتا ہے اور ماں سے محبت ہونے لگتی ہے اگر ماں بچے کو دودھ ہی نہ پلائیگی تو تو اس کے اندر یہ محبت کہاں سے پیدا ہوگی، ماں کا دودھ پلانا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ماں صرف دودھ ہی نہیں پلاتی بلکہ وہ اپنے جذبات کو اپنے سینے کے ذریعے اس میں انڈیلتی ہے تو ماں کو چاہیئے کہ باوضو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر بچے کو دودھ پلانا شروع کرے اور جب تک بچہ دودھ پیتا رہے ماں ذکر و اذکار تلاوت کلام پاک میں مشغول رہے اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتی رہے کہ اے اللہ میرے دودھ کے ایک ایک قطرے کے بدلے میرے اس نور نظر کو اللہ اور اس کے رسول کا فرماں بردار بنادے اسے اسلام کا سچا خادم بنادے، سنت رسول کا عمل کرنے والا بنادے، اسے متقی اور پرہیز گار بنادے، احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی ماں اپنے بچے کے لئے دعا کرتی ہے تو رب کائنات کی بارگاہ میں وہ دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

ایک باپ نے اپنے بچے کو مدرسے میں داخل کیا کچھ عرصے کے بعد اس کا باپ مدرسہ میں گیا تاکہ اپنے بچے کی کارکردگی کا جائزہ لے تو اس تعلق سے استاذ صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس بچے نے تو تین پارہ اتنی جلدی پڑھ لیا کہ ہمیں یقین نہیں آتا ایسا لگتا ہے کہ یہ پہلے ہی سے تین پارہ کا حافظ ہو، اس کے بعد وہ عام رفتار کے مطابق سبق لینا شروع کیا، خاوند یہ بات آکر بیوی سے بتایا، بیوی مسکرانے لگی اور کہا کہ بات دراصل یہ ہے میں تین پارہ کی حافظہ ہوں جب بھی پڑھنے کے لئے بیٹھتی تھی تو بچے کو گود میں لیکر بیٹھتی تھی جب بھی وہ دودھ پیتا تھا تو میں ان تین پارہ کو پڑھتی تھی یہ اسی کی برکت ہے کہ ان تین پارہ کا نور میرے بیٹے کے سینے میں اتر آیا ہے یہ اسی کی برکت ہے کہ وہ تین پارہ کا حافظ جلد بن گیا۔

حضرت ٹیپو سلطان فتح علی خان ایک مرتبہ اپنے بھائی کو انگریزوں کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا، واپسی میں دیر ہوگئی، لوگ آ کر شکایت کرنے لگے کہ آپ کا بھائی تو دشمنوں سے ہاتھ ملا لیا، آپ گھر آتے ہیں اور بوڑھی ماں کو بیٹھاتے ہیں اور اپنے بھائی کے بارے میں بتاتے ہیں، ماں نے کہا فتح علی صاف صاف بتاؤ تیری تکلیف کیا ہے؟ تو فتح علی عرض کرنے لگے امی آپ کے بیٹے نے مجھے رسوا کر دیا ہے میں نے انگریزوں سے گفتگو کے لئے بھیجا تھا، دیر ہوگئی، لوگ کہتے ہیں کہ وہ دشمنوں سے ہاتھ ملا لیا ہے، ٹیپو سلطان کی ماں جو بیٹھی ہوئی تھی کھڑی ہوگئی اور بیٹے کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کہنے لگی خبردار میرے بیٹے پہ یہ الزام مت لگانا، میرا بیٹا نہ مذہب سے غداری کر سکتا ہے اور نہ ملک وملت سے، ماں بیٹے میں گفتگو ہو رہی تھی ٹیپو سلطان باادب کھڑے ہو کر ماں کی گفتگو سن رہے تھے تھوڑی ہی دیر کے بعد خبر ملی کہ ان کا بھائی واپس آگیا ہے اور سارے مطالبے منوا کر آیا ہے، ٹیپو سلطان اپنی ماں کو دیکھ کر مسکرانے لگے عرض کی امی جان باہر والے بدگمانی کے شکار ہو گئے تھے تمہیں کمرے میں بیٹھ کر اتنا یقین کیسے تھا کہ تیرا بیٹا غدار نہیں ہو سکتا، ماں نے جواب دیا بیٹا تیری ماں نے کبھی تجھے یا تیرے بھائی کو بے وضو دودھ نہیں پلایا، یہ میرے باوضو دودھ پلانے کی برکت ہے کہ میرا بیٹا نہ ملک کا غدار ہو سکتا ہے اور نہ ہی مذہب وملت کا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ جب بنگال کے دورہ پر نکلے تو آپ کے ہاتھ پر سات لاکھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے بیعت توبہ کی، جب آپ گھر آئیں تو خوشی سے آپ کے چہرے پہ رعنائیاں تھی، آپ نے اپنے والدہ کی قدم بوسی کی، ماں نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے آج بڑے خوش نظر آرہے ہو، انہوں نے فرمایا امی مجھے اللہ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ لاکھوں انسانوں نے میرے ہاتھ پہ اسلام قبول کیا ہے،

ماں نے یہ بات سن کر فرمایا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے، کہنے لگے امی ٹھیک کہتی ہیں مگر اس کی کچھ تفصیل تو بتائیں، ماں نے کہا بیٹا جب تم چھوٹے تھے میں تجھے کبھی بھی بے وضو دودھ نہیں پلایا، یہ اسی کی برکت ہے کہ اللہ نے تیرے ہاتھوں پر لاکھوں انسانوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔

اسلام نے دودھ پلانے پر بھی بے شمار اجر وثواب رکھا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد جو دودھ کا قطرہ نکلتا ہے اور بچہ جب اس دودھ کو چوستا ہے تو ہر گھونٹ اور ہر قطرے کے بدلے عورت کو نیکی ملتی ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندہ کر دیا ہو۔

لوری دینا

بچوں کو سلانے، بہلانے کے لئے عام طور پر مائیں لوریاں دیتی ہیں، مگر آج کل کے معاشرے میں جو لوری کا رواج ہے وہ ایسا ہے کہ اگر ماں لوری بھی دیتی ہے تو کتا بلی وغیرہ کا، ایسے الفاظ سے ہرگز لوریاں نہ دی جائیں، یاد رکھیں لوریاں دینا بھی صحابیات کی سنت ہے، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا قرآن پاک کی تلاوت کر کے لوری دیا کرتی تھیں، خواتین اسلام نعت پڑھ پڑھ کر لوریاں دیتی تھیں، حضرت جبریئل امین حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ جب آپ کا شہزادہ حسین سوتا ہے تو میں جھولا جھلا کر لوری دیتا ہوں ،سوجا حسین سوجا، جنت میں ایک ایسی نہر ہے جس سے پانی صرف محمد مصطفی ﷺ کو ملے گا، علی وفاطمہ کو ملے گا، حسن وحسین کو ملے گا، پنجتن پاک کو ملے گا، انہیں کے لئے یہ مخصوص ہے، اس طرح نعت کی لوری حضرت جبریئل امیں امام حسین کو دے کر سلاتے تھے۔

لہٰذا آج کے ماؤں کو بھی چاہئے کہ جب بھی اپنے بچوں کو لوری دے تو حمد، نعت یا ذکرو اذکار کی لوری دے اس سے ثواب بھی ملیگا اور بچے آرام کی نیند بھی سوئیں گے اور بچوں کی شخصیت پہ اچھا اثر بھی پڑے گا۔

بچوں کا رونا

اولاد کی پرورش کا معاملہ ماں کے لئے ایک آزمائش سے کم نہیں ہوتا، اس کا ہر طرح سے خیال رکھنا، اس کی صفائی، ستھرائی، وغیرہ کا خیال رکھنا ایک امتحان سے کم نہیں ہوتا، اور ان تمام امور کو مائیں بحسن وخوبی انجام دیتی ہے، مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچے بہت زیادہ رونے لگتے ہیں لاکھ کوششوں کے بعد بھی وہ چپ ہونے کا نام نہیں لیتے یہ صورت حال ماں کے لئے نا قابل برداشت ہو جاتی ہے مائیں جھنجھلا جاتی ہیں، ایسے موقعوں پر صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے، بچے کے رونے کے بہت سارے اسباب ہوتے ہیں جنکی وجہ سے وہ روتے ہیں چونکہ بچے تو بول نہیں سکتے تو وہ رو کر ہی اپنی حاجت پوری کرواتا ہے، ایسی صورت میں ماں کو صبر سے کام لینا چاہئے اور اندازہ لگانا چاہیے کہ اسے کیا پریشانی ہے اور گر ضرورت محسوس ہو تو ڈاکٹروں سے رابطہ کریں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کے اعتبار سے شروع کے پانچ، چھ سال بہت اہم ہوتے ہیں ان کے اکثر اوقات گھروں میں ماں کے پاس گزرتے ہیں وہ جو کچھ وہاں دیکھتا ہے اس کی نقل کرتا ہے، ماں جس طرح کا اخلاق اور جس طرح کا برتاو کرتی ہے یہ بھی اسی کی طرح عمل کرتا ہے، اور ہر ہر کردار کو اپنے اندر جذب کرتا ہے اور اپنی زندگی کے اندر نافذ کرتا ہے، ماں کے اندر اچھائی ہو یا برائی بچے سب کو نقل کرتے ہیں گویا بچے کی تعمیر وترقی یا اس کی بے

راہ روی کی پوری ذمہ دار ماں ہی ہوتی ہے اگر ماں تربیت یافتہ ہوں، اخلاق و کردار کی مالکہ ہو شریعت مطہرہ کی پابند ہو تو لازمی طور پر اس کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور بچے بھی مذکورہ صفات سے متصف ہوتے ہیں اور اگر ماں کے ہی اخلاق و کردار پراگندہ ہوں، شریعت مطہرہ سے اسے کوئی سروکار نہ ہوں تو لازمی طور پر بچوں پہ اس کا اثر پڑے گا۔

بچوں کی تربیت میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ماں اس بات کا عزم مصمم کرلے کہ اپنی اولاد کی تربیت دستور اسلام کے مطابق کریگی، انہیں بچپن ہی سے تمام رذائل خصلتوں مثلاً جھوٹ، گالی گلوج، لعن طعن، بے ہودہ باتیں، اسی طرح ہر معیوب کھیلوں اور غلط طریقوں سے نفرت دلائے گی اور اس سے بچائے گی اور اسے ہر عمدہ خصلتوں کا خوگر بنائیگی، ابتدا ہی سے نیک کام کا عادی بنائیگی اسے کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کا اسلامی طریقہ بتائے گی اسے اللہ و رسول کی پہچان کرائیگی اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کے واقعات کی روشنی میں اس کی تربیت کریگی۔

تربیت میں اس بات کا خیال رکھیں کہ نو عمر بچوں کی تربیت اور اسے نصیحت آرام سے کریں بچوں کو مارنا، اس سے سختی سے پیش آنا، ظلم و جبر کرنا یہ تمام چیزیں بچوں پر منفی اثر ڈالتے ہیں اس سے بچوں کے اور زیادہ بگڑنے کا خطرہ رہتا ہے لہٰذا ابتدا ہی سے بچوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کریں شفقت ومحبت کے ساتھ اس کی تربیت کریں، غلط کام کی برائی بیان کریں، اسے اس سے نفرت دلائیں، اچھے کام کی ترغیب دیں مگر نرمی اور سنجیدگی سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عن وھب بن کیسان سمعتہ عن عمر بن سلمہ قَالَ كُنتُ فِي حِجرِ رسولِ اللهِ ﷺ وَ كانَت يَدِي تَطِيشُ فِي الصَحفَةِ فَقَالَ لِي يا غلامُ سَمِ اللهَ وَ كُل بِيَمِينِكَ وَ كُل مما يَلِيك (صحیح مسلم کتاب الاشربہ)

حضرت وھب بن کیسان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کی میں نے حضرت عمر بن سلمہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کی میں بچپن میں حضور ﷺ کے زیر تربیت تھا میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا" یا غلام سم اللہ و کل بیمینک و کل مما یلیک "اے بچے اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ ،اور اپنی طرف سے کھاؤ ، حاصل کہ اولاد کو ہر طرح سے اسلام کے طریقوں کا عادی بنائیں اسے اللہ اور اس کے رسول کی پہچان کرائیں، ان کے احکام سنائیں اللہ کے عذاب و ثواب سے متعارف کرائیں مگر محبت اور شفقت کے ساتھ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک گھر ہے جسے الفرح کہا جاتا ہے اس میں وہی لوگ داخل ہونگے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں، لہذا بچوں کو خوش رکھنا چاہیے اور اس سے محبت وشفقت کا برتاو کرنا چاہیے۔

عن بریدہ کان رسول اللہ ﷺ یخطبنا اذ جاء الحسن و الحسین علیھما قمیصان احمران یمشیان و یعثرن فنزل رسول اللہ ﷺ من المنبر فحملھما و وضعھما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم و اولادکم فتنة (مشکوۃ شریف ص ۵۷۰)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک بار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں حضرت حسن اور حسین دونوں سرخ رنگ کی قمیص پہنے ہوئے آئے جب حضور ﷺ نے دیکھا تو ممبر سے اترے اور دونوں کو اپنے سامنے بیٹھا لیا لہذا بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت کریں پھر ان کی تربیت کریں تو فورا بچہ اس کو قبول کرتے نظر آتے ہیں ، اگر آرام اور سنجیدہ سے سمجھانے کے بعد بھی بچے نہ سمجھ رہے ہوں تو ہلکی پھلکی سختی اور ڈانٹ

ڈپٹ بھی کی جا سکتی ہے مگر خیال رہے ہلکی پھلکی ڈانٹ اور مار بسا اوقات ضروری ہو جاتے ہیں مگر اس سلسلے میں افراط وتفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیئے، یعنی بالکل ڈانٹ اور مار کو معیوب سمجھنا، یا بہت زیادہ ڈانٹنا اور مارنا دونوں چیزیں غلط ہیں، صحیح صورت یہی ہے کہ پہلے اسے محبت اور نرمی سے سمجھائے اور اگر نہ مانیں تو ہلکی سختی بھی کرے۔

ترغیب نماز

اپنے بچوں کو نماز کی عادت ڈلوائیں، اسے نماز پڑھنے کا سلیقہ بتائیں، نماز کے معاملے میں کوئی نرمی نہ کریں اور اگر بچے دس سال کے ہو جائیں تو اس پت سختی کریں اور ہر حال میں نماز کا عادی بنائیں جیسا کہ سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ مروا اولادکم بالصلوة و ھم ابناء سبع سنین و اضربواھم علیھا و ھم ابناء عشر سنین و فرقوا بینھم فی المضاجع (مشکوۃ شریف ص ۵۸)

کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو اگر وہ سات سال کے ہو جائے اور انہیں مارو اگر وہ دس سال کے ہو جائیں، بہر حال جس طور پہ بھی ہو اسے نماز کا عادی بنائیں، نماز کے معاملے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں اور اس کے اندر نماز کی لالچ ڈالیں اور مسلسل نماز کے فضائل بتائیں، نماز ایمان کی بنیاد ہے حدیث شریف میں آتا ہے الصلوة عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین و من ترکھا فقد ھدم الدین (منیۃ المصلی ص ۱۳) "اہل ایمان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نماز دین کا ستون اور ایمان کی پہچان ہے، نماز میں رب کریم کی رضا اور رحمت عالم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز تمام عبادتوں میں سب

سے افضل ہے اور سارے فرائض میں سب سے افضل ہے اس کی عظمت و اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ نے سب احکام اپنے حبیب ﷺ کو زمین پر بھیجا مگر جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی تو سرور کائنات ﷺ کو اپنے قرب خاص میں بلایا اور شب معراج میں یہ عظیم تحفہ عطا فرمایا، نماز ہر عاقل بالغ، مسلم مسلمان پر فرض ہے، نماز کے فرض ہونے کا جو انکار کرے وہ کافر ہے ایک بھی نماز جان بوجھ کر وقت گزار کر پڑھنا کبیرہ گناہ ہے اور معاذ اللہ بالکل ہی نہ پڑھنا یہ تو نہایت سخت کبیرہ گناہ ہے ، واقم الصلوۃ لذکری ،اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو، اللہ عزوجل ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتبا موقوتا (پ ۵ سورہ نساء) بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ میں فرض ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ان الذین آمنوا و عملو الصلحت و اقامو الصلوۃ وآتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورہ بقرہ) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کا نیک انعام ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

اور حدیث شریف میں ہے عن عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ، فان صلحت صلح سائر عملہ و ان فسدت فسد سائر عملہ (الترغیب والترھیب ج ا ص ۱۹۹) حضرت عبد اللہ بن قرط سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بندہ سے اس کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کی باز پرس ہوگی اگر نماز درست ہوئی تو بندہ کامیاب و بامراد ہوگیا اور اگر نماز میں کمی ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگیا۔

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ خمس صلوات افترضھن اللہ تعالی من احسن و ضوءھن و صلاھن لوقتھن و اتم رکوعھن و خشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفر لہ و من لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفر لہ و ان شاء عذبہ (مشکوۃ شریف ص ۵۸)

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں فرض کیا ہے جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور وقت پر انہیں پڑھے اور ان کا رکوع و سجود کرے اس کے لئے اللہ کا عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو کوئی نہ کرے اس پر اللہ کا عہد ہے کہ اگر چاہے تو اسے بخش دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔

ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لیکر آیا اس نے حضرت عمر سے اپنے نوجوان بیٹے کی شکایت کی، میرا بیٹا نافرمان ہے، نالائق ہے میرے ساتھ زبان درازی کرتا ہے اپنی ماں کو تکلیف دیتا ہے، ماں کے ساتھ سخت کلامی کے ساتھ پیش آتا ہے اور کہا کہ اب آپ کی ذمہ داری ہے آپ جیسے چاہے اسے سمجھائیں، جب حضرت عمر نے اتنی بات سنی تو اس لڑکے سے کہا تو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے؟ تو اس لڑکے نے کہا اے میرے سردار آپ ہمیں بتائیں کہ کیا والدین ہی کے اولاد پہ حق ہوتے ہیں اولاد کا بھی ماں باپ پہ حق ہوتا ہے حضرت عمر نے کہا والدین کا حق بیٹے پر اور بیٹے کا حق والدین پر ہے، اس نوجوان نے کہا میرے ماں باپ نے میرا کوئی حق ادا نہ کیا سب سے پہلے میرے باپ نے جس سے شادی کی وہ باندی تھی اس کے پاس کوئی علم نہیں، اگر میری ماں دیندار ہوتی تو مجھے دین اسلام کے سانچے میں ڈھالی ہوتی مجھے قرآن و حدیث کی تعلیم

دیتی ،میری تربیت حسن اخلاق سے کرتی ،میری ماں نیک سیرت نیک خصلت ہوتی تو یہ ساری صفتیں میرے اندر موجزن ہوتی ۔میری ولادت کے بعد انہوں نے میرا نام جعل رکھا،جعل کا لفظی معنی گندگی کا کیڑا ہوتا ہے حضور بتایا جائے یہ بھی کوئی نام ہے میرے ماں باپ نے مجھے بچپن میں کوئی ادب نہ سکھایا میں بڑا ہو کر جوان ہوگیا اب میں نافرمانی نہیں تو اور کیا کروں گا،جب حضرت عمر نے اتنی بات سنی تو فرمایا کہ بیٹے سے زیادہ اس کے والدین نے اس کے حقوق کی پامالی کی ہے اس لئے یہ اب بیٹے کے بارے میں کوئی شکایت نہیں کر سکتے بیٹا قصوروار نہیں اتنا کہہ کر آپ نے مقدمہ خارج کر دیا۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا کردار

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ قطب مینار دہلی کے قریب مدفون ہیں، مغل بادشاہوں کے پیر تھے،ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ چھوٹے بچے تھے آپ کے والدین نے مشورہ کیا کہ ان کی تربیت اچھے سے کی جانی چاہئے،ماں کہنے لگی میرے ذہن میں ایک تجویز ہے جب میرا بیٹا کچھ بڑا ہو جائے تو اس تجویز پہ عمل کر کے اس کی اچھی تربیت کروں گی۔

جب آپ کچھ بڑے ہوئے تو ماں باپ نے آپ کو ایک مدرسہ میں داخل کرایا،ایک دن ماں نے کھانا بنایا اور کمرے میں کسی جگہ چھپا دیا، بیٹے نے مدرسہ سے آ کر کہا امی مجھے بھوک لگی ہے، ماں نے کہا بیٹا ہم بھی اللہ سے مانگتے ہیں وہی رزق دینے والا ہے، دنیا کے سب انسانوں اور حیوانوں کو وہی رزق دیتا ہے لہذا تم بھی اللہ سے مانگو ، بیٹے نے

پوچھا امی میں اللہ سے کیسے مانگوں ؟ ماں نے کہا بیٹے مصلی بچھاؤ بیٹے نے مصلی بچھایا، ماں نے کہا تم اس پر بیٹھ جاؤ ، بچہ مصلی پر دوزانوں بیٹھ گیا، پھر ماں نے کہا کہ ہاتھ پھیلاؤ، بیٹے نے معصوم ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالی سے دعا مانگنے لگا، اے اللہ میں ابھی مدرسہ سے آیا ہوں، اے میرے اللہ میں اس وقت تھکا ہوا ہوں مجھے سخت بھوک بھی لگی ہوئی ہے،تو میرے والدین کو بھی رزق دیتا ہے اللہ مجھے بھی رزق دے دے، بچے نے یہ الفاظ کہہ کر پوچھا امی اب میں کیا کروں ، ماں نے کہا بیٹے تم اس کمرے میں تلاش کرو تمہیں کہیں سے روٹی مل جائے گی چنانچہ بچے نے ذرا ادھر ادھر ڈھونڈا ، ماں نے تو خود روٹی پکا کر رکھی ہوئی تھی چنانچہ بچہ کو ایک جگہ سے مل گئی، بچے نے خوشی خوشی روٹی کھالی، اب یہ روزانہ کا معمول بن گیا، جب بچے کو روزانہ اسی طرح کھانا ملنا شروع ہوا تو بچے کے ذہن میں تجسس پیدا ہوا، وہ ماں سے پوچھتا، امی اللہ کتنا اچھا ہے ہر ایک کو کھانا دیتا ہے، جنگل والوں کو بھی کھانا دیتا ہے ۔شہر والوں کو بھی کھانا دیتا ہے، انسانوں کو بھی دیتا ہے، حیوانوں کو بھی دیتا ہے، بچے جب اللہ کی محبت کی باتیں کرتا تو ماں کا دل اچھلنے لگتا، وہ سمجھتی کہ میری تدبیر اب کارگر ثابت ہو رہی ہے اور میرے بیٹے کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت بڑھ رہی ہے ۔

ماں خوش تھی کہ میرے بچے کے دل میں بچپن میں ہی اللہ رب العزت کی محبت جاں گزیں ہو رہی ہے، مگر اس دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا، ایک دن ماں کسی تقریب کے سلسلے میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں چلی گئی اور اسے وقت کا احساس نہ رہا، جب یاد آیا تو بہت دیر ہو چکی تھی ، بچے کا مدرسہ سے واپس آنے کا وقت ہو چکا تھا، اور ماں نے کھانا بھی نہیں پکایا ہوا تھا، جب یہ خیال آیا تو اس کے آنکھوں میں آنسو آگئے، برقعہ اوڑھ کر تیزی سے قدم بڑھا کر گھر کی طرف واپس ہوئی ، رو بھی رہی تھی اور راستے میں دعائیں بھی مانگ رہی

تھی، کہ اے میرے مالک میں نے اپنے بچے کا یقین بنانے کے لئے یہ ایک ترکیب شروع کی تھی اے اللہ میری لاج رکھ لینا، اگر آج بچے کا یقین ٹوٹ گیا، تو پھر میری محنت ضائع ہو جائیگی، یہ میری کوتاہی تھی کہ مجھے وقت کا احساس نہ رہا، جب ماں روتی ہوئی گھر پہونچی تو دیکھا کہ بیٹا سویا ہوا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا بنا کر ایک جگہ چھپا دیا پھر بیٹے کے پاس آئی اور اسے جگایا، اسے سینے سے لگایا اور کہنے لگی، بیٹے آج تو تجھے بہت بھوک لگی ہوگی، بیٹا اٹھ کر کہنے لگا امی نہیں مجھے تو بھوک نہیں لگی ہے، ماں نے پوچھا بیٹے وہ کیسے، بچے نے کہا امی جب میں مدرسے سے آیا تھا آپ تو گھر میں نہیں تھیں میں نے مصلی بچھایا اور اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تھکا ہوا ہوں، بھوک بھی لگی ہے، آج تو امی بھی گھر پہ نہیں ہے اے اللہ مجھے کھانا دے، امی اس کے بعد میں کمرے میں گیا، مجھے ایک جگہ ایک روٹی پڑی ہوئی نظر آئی، میں نے اسے اٹھا کر کھالیا، لیکن جو مزہ • مجھے آج آیا وہ مزہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، ماں نے یہ سن کر کہا الحمد للہ، اللہ رب العزت نے میری لاج رکھ لی۔

تو پہلے وقت میں مائیں اپنی اولاد کا اللہ تعالی پر یقین بنایا کرتی تھی، اور بچے بڑے ہو کر وقت کے بڑے مشائخ اور علما بنا کرتے تھے، یوں ایک اور کامیاب انسان کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار ایک ماں کی حیثیت سے نظر آئیگا۔

لباس

ماں کو بچوں کے لباس پر بھی خاص توجہ رکھنا چاہئے، لڑکی کو لڑکا اور لڑکا کو لڑکیوں کا لباس ہرگز نہ پہنائے، کیونکہ اسلام اس کی سخت تردید کرتا ہے، لہذا بچپن ہی اسلامی لباس پہنائیں، کیونکہ اس کا اثر بڑے ہونے تک رہتا ہے اور اگر نومولود لڑکی ہو تو اسے پردے میں

رکھنے کی عادت بچپن ہی سے ڈالیں، اسی وقت سے ستر وحجاب کا درس دیں، پھر جب بچی سات سال کی ہو جائے تو اسے دوپٹہ وغیرہ سر پر رکھنے کا عادی بنائیں، اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو پھر اسے پردے میں رکھے ماں اپنی اولاد کو ہر غیر محرم سے دور رکھے بے پردہ غیر محرموں کے پاس آنے جانے پر سخت تنبیہ دے اور جب ضرورت پڑے تو برقعہ استعمال کرے، ماں اپنے اولاد کے تمام معمولات پہ نظر رکھے، اور جیسے جیسے اولاد بڑھتی جائیں ویسے ہی دین سے روشناش کرائی جائے۔

اگر ایک ماں اس میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یقینا اس نے ماں کا فرض ادا کردیا، اور انہوں نے تربیت کا حق پورا کر دیا۔

اعتذار

اس کتاب کی تصحیح و ترتیب میں حتی المقدور کمی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن بتقاضائے بشری امکان خطا ہے۔
لہذا اگر کوئی خطا نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔

مولانا غلام سرور مصباحی
Mob: 8651437010